قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران:74)

روزنامہ

الفضل لندن

Online Edition

مدیر: ابو سعید

جمعہ 13 دسمبر 2019ء | 15 ربیع الثانی 1441 ہجری قمری | جلد: 1 | شمارہ: 1

ارشادِ باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

رَّبِّ أَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ
(بنی اسرائیل:81)

اے میرے رب! مجھے اس طرح داخل کر کہ میرا داخل ہونا سچائی کے ساتھ ہو۔

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَ مُرۡسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ
(ھود:42)

اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا ربّ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

نئے دور میں داخل ہونے کی دُعا

آنحضور ﷺ نے نئے دور میں داخل ہونے کی یہ دعا فرمائی ہے۔

اے اللہ ! ہمارے لئے اس دور میں برکت رکھ دے۔ ہمیں اس دور میں برکت بخش۔ ہمارے لئے اس دور میں برکت کے سامان مہیا کر دے۔ اے اللہ! ہمیں اس (دور) کے پھلوں سے رزق دے اور اس کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت ڈال اور اس دور کے نیک بندوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا کر دے۔ آمین

(مستدرک حاکم کتاب المناسک و معجم الاوسط طبرانی جلد 5 صفحہ 379 مطبوعہ بیروت)

پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ اور قارئین کرام کی خدمت میں

روزنامہ الفضل کا جدید آن لائن دور بہت مبارک ہو

حضرت مسیح موعودؑ کو 11 فروری 1906ء کو ہونے والا الہام **"دیکھو میرے دوستو! اخبار شائع ہوگیا"** (تذکرہ صفحہ 596)

یہ روز کر مبارک **سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ** (درثمین)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

اس دور میں اشاعت اسلام کی ایجادات

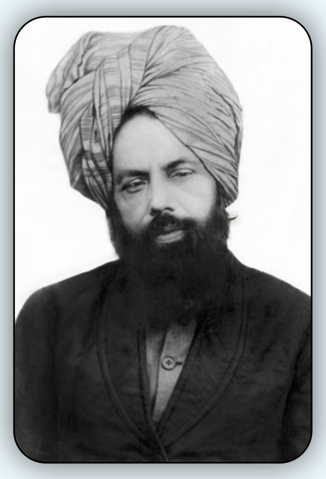

- حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا نے اس آخری زمانہ کے بارے میں جس میں تمام قومیں ایک مذہب پر جمع کی جائیں گی صرف ایک ہی نشان بیان نہیں فرمایا بلکہ قرآن شریف میں اور بھی کئی نشان لکھے ہیں... زمینی علوم بہت ظاہر ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جس کے ذریعہ سے کتابیں بکثرت ہو جائیں گی (یہ چھاپنے کے آلات کی طرف اشارہ ہے) اور ایک یہ کہ ان دنوں میں ایک ایسی سواری پیدا ہو جائے گی کہ اونٹوں کو بیکار کر دے گی اور اس کے ذریعہ سے ملاقاتوں کے طریق سہل ہو جائیں گے اور ایک یہ کہ دنیا کے باہمی تعلقات آسان ہو جائیں گے اور ایک دوسرے کو بآسانی خبریں پہنچا سکیں گے... یہ سب علامتیں اس زمانہ میں پوری ہو گئیں۔"

(لیکچر لاہور۔ روحانی خزائن جلد 20ص 183)

- حضرت اقدسؑ مزید فرماتے ہیں:

ملائے جانے کے ان اسباب میں ایک خطوط کا سلسلہ بھی ہے جس کے بھجوانے کے وسائل بہت عمدہ بنا دیئے گئے ہیں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ خطوط کیسے دنیا کے کناروں تک بھیجے جاسکتے ہیں اور اگر تم اس بارے میں غور کرو تو تمہیں ان کی کثرت ترسیل تعجب میں ڈالے گی اور تم اس کی پہلے زمانوں میں نظیر نہیں پاؤ گے اور اسی طرح تم کو مسافروں اور تاجروں کی کثرت بھی تعجب میں ڈالے گی۔ سو یہ سب لوگوں کے آپس میں ملانے اور ان کے آپس میں تعارف کے اسباب و ذرائع ہیں جن کا اس سے قبل نام و نشان تک بھی نہ تھا اور میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ کیا تم نے اس سے قبل کبھی ایسا دیکھا یا کیا تم نے اس سے قبل کتابوں میں یہ سب باتیں پڑھی ہیں۔ اور نشر صحف سے اس کے ان وسائل یعنی پریس وغیرہ کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کو پیدا کیا جس نے آلات طبع ایجاد کئے۔ دیکھو کس قدر پریس ہیں جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے تا وہ ہمارے کام میں ہماری مدد کرے اور ہمارے دین اور ہماری کتابوں کو پھیلائے اور ہمارے معارف کو ہر قوم تک پہنچائے تا وہ ان کی طرف کان دھریں اور ہدایت پائیں۔

(عربی عبارت سے ترجمہ آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5ص 472-473)

اس شمارہ میں

- پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
- رَّبِّ أَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ (اداریہ)
- اخبارات میں سے سب سے مقدم "الفضل" ہے
- اخبار الفضل پر خلفاء سلسلہ کی لازوال محبتیں اور شفقتیں
- الفضل۔ خدمتِ دین کے لئے وقف اخبار
- چمنِ الفضل کی آبیاری کرنے والے ابتدائی جاں نثار
- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی الفضل کے لئے رہنمائی
- حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا قرآنِ کریم سے عشق اور پُرحکمت باتیں
- جماعت احمدیہ مالٹا کا تیسرا جلسہ سالانہ
- حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا (اماں جانؓ)
- الفضل کی ایک ننھی اور معصوم مجاہدہ
- اے فضل عمرؓ! تجھ کو جہاں یاد کرے گا
- اس دور میں جماعتی تاریخ کے واقعات
- حضرت بابو طفیل احمدؓ صحابی اترپردیش، انڈیا
- دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا۔ نظم

الفضل اسلام کی سچی خدمت کرنے والا اخبار ہے
غیر از جماعت افراد کا اظہار حقیقت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

"تھوڑا عرصہ ہوا مجھے ایک غیر احمدی صاحب کا خط آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں پہلے آپ کی جماعت کا سخت مخالف تھا اور آپ کے لٹریچر کو ہاتھ بھی نہ لگاتا تھا۔ ایک دفعہ میں نے مجبوری کی حالت میں "الفضل" کا ایک پرچہ پڑھ لیا اور اب میں باقاعدہ اس کا مطالعہ کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اسلامی امور کی تائید جیسی اس اخبار میں ہوتی ہے ویسی اور کسی میں نہیں ہوتی اور اسلام کی سچی خدمت کرنے والا یہی اخبار ہے۔ تو دیانتداری سے سلسلہ کا لٹریچر پڑھنے والوں پر ضرور اثر ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے جب میں نے "الفضل" کو جاری کیا وہ ہفتہ وار تھا اور کئی غیر احمدیوں کو اس سے عقیدت تھی۔ ایک دفعہ سندھ سے ایک غیر احمدی نوجوان کا خط مجھے آیا۔ اس نے لکھا تھا کہ تین ماہ سے یہ اخبار میرے نام آتا ہے۔ میں غیر احمدی ہوں ابھی ایک ماہ ہوا میری شادی ہوئی ہے اور مجھے اپنی بیوی سے بڑی محبت ہے۔ اس ہفتہ آپ کا اخبار مجھے نہیں ملا، معلوم نہیں دفتر کی غلطی سے یا ڈاک خانہ کی غلطی سے، بہرحال مجھے پرچہ نہیں ملا اور اس سے مجھے اتنی تکلیف ہوئی ہے کہ میں نہیں سمجھتا اگر مجھے یہ اطلاع ملتی کہ میری بیوی فوت ہوگئی ہے تو اس خبر کے سننے سے مجھے زیادہ تکلیف ہوتی یا پرچہ کے نہ ملنے سے زیادہ ہوئی ہے۔"

(خطبات محمود جلد 23 صفحہ 494)

روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کے اجراء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا محبت بھرا بصیرت افروز پیغام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جارہا ہے

یہ جماعت کا اہم اخبار ہے، اس میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی

خلیفہ وقت کے خطبات و خطابات شامل ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا

کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ پر چلاتے رہے ،حضرت اماں جان نے ایک زمین پیش فرمائی ،میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے

قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا اور حضرت مصلح موعودؓ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یادرکھیں

میری دعاہے کہ اللہ تعالیٰ ،آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئ سے نئ منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے

پیارے قارئین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبر کاتہ

الحمد للہ کہ روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی انتظامیہ کو اخلاص و وفا اور محنت کے ساتھ اسے بہترین رنگ میں شائع کرنے کی توفیق دے اور اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ آمین

مجھ سے اس موقعہ پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ یہ دور سائنسی ترقی کا دور ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جدید دور کی سہولیات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے روزنامہ الفضل لندن کے آن لائن ایڈیشن کا اجراء کیا جا رہا ہے جو بذریعہ انٹرنیٹ دنیا بھر میں کسی بھی جگہ ہر وقت بڑی آسانی کے ساتھ دستیاب ہوا کرے گا۔ **یہ جماعت کا اہم اخبار ہے۔ اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی تعلیمات پیش کی جائیں گی۔ خلیفہ وقت کے خطبات اور خطابات بھی شائع ہوا کریں گے اور اس کے ذریعہ احباب جماعت کے اندر خلافت سے محبت اور وفا کا تعلق مزید تقویت پائے گا۔اسی طرح اس میں مختلف ممالک سے جماعتی ترقی اور اہم تقریبات کی رپورٹس وغیرہ بھی شامل ہوا کریں گی۔ اس کے ذریعہ قارئین کو تاریخ احمدیت اور جماعتی عقائد سے آگاہ کیا جائے گا۔ یہ دینی معلومات میں اضافہ کا باعث ہو گا اور دینی اور روحانی تربیت کے سامانوں سے آراستہ ہو گا۔ پس یہ اخبار انشاء اللہ بہت مفید معلومات کا مجموعہ ہو گا۔**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مختلف مواقع پر احباب جماعت کو الفضل کے مطالعہ کی تحریک فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا کہ

> الفضل جماعت کا اخبار ہے لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زعم میں پڑھا لکھا سمجھتے تھے کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں **لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔**
> (الفضل انٹرنیشنل 26دسمبر2009ء)

اسی طرح ایک اور بار فرمایا:

> ”اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔“
> (الفضل 31دسمبر1954ء)

اسی طرح ایک اور جگہ فرماتے ہیں:

> ”اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں ۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جا سکتی۔“
>
> (انوارالعلوم جلد4صفحہ 142)

احباب جماعت الفضل کے نام سے خوب مانوس ہیں اور سب کو اس سے محبت ہے۔ الفضل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ (خلیفۃ المسیح الثانی، المصلح الموعود) نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں قادیان سے جاری فرمایا تھا۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔ کافی عرصہ تک حضرت مصلح موعودؓ اسے اپنے ذاتی خرچ سے شائع فرماتے رہے۔اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا نے ایک زمین پیش فرمائی اور میری والدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دو زیور پیش کئے۔ **پس قارئین الفضل حضرت اماں جان رضی اللہ عنہا کو اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پیاری بیٹی اور میری والدہ کو بھی الفضل پڑھتے وقت دعاؤں میں یاد رکھیں۔**

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اس کے پہلے پرچہ میں اخبار کے مقاصد تحریر فرماتے ہوئے یہ دعائیہ فقرے بھی تحریر فرمائے کہ

> **”اے میرے مولا ......لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی اسے مفید بنا۔ اس کے سبب سے بہت سی جانوں کو ہدایت ہو۔“**
>
> **(الفضل 18جون 1913ء صفحہ 3)**

میری بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ،آپ رضی اللہ عنہ کی دعائیں قبول فرمائے۔ اور الفضل ہمیشہ ترقی کی نئ سے نئ منازل طے کرتا چلا جائے اور یہ بھی خلیفہ وقت کے لئے ایک حقیقی سلطان نصیر کا کردار ادا کرنے والا بنے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط مرزامسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس)

اداریہ

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ

خلافت خامسہ کے مبارک دور میں روزنامہ الفضل کا پہلا آن لائن شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے

یہ انسانی زندگی کا طریق ہے کہ وہ ایک دور سے دوسرے دور میں نیک تمناؤں کے ساتھ نئے جذبہ اور ارادہ کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ جیسے ایک طالب علم اپنے فائنل امتحان میں کامیابی کے بعد نئے سال میں کامیابیوں کے حصول کے لئے عزم بالجزم کے ساتھ داخل ہوتا ہے۔ روحانی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض ادوار مقرر کئے ہیں جیسے رمضان میں داخلہ بھی ایک مومن کے لئے اہم دور ہے۔ جب پورے عزم اور نیک نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جدوجہد کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ بنی اسرائیل آیت 81 میں ایک مومن کو رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ کی دعا سکھائی اور تلقین کی ہے کہ اس دعا کے ساتھ نئے دور میں داخل ہوا جائے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

"مجھے ظاہراً و باطناً اچھے طور پر داخل کر ....."

اس قرآنی آیت کو جب احادیث کی طشتری میں دیکھا جائے تو حضرت قتادہ کی ایک روایت ایسی ملتی ہے جس میں لکھا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ جانتے تھے کہ آپؐ کو اس کی طاقت نہیں سوائے سلطان نصیر کے، تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اللہ تعالیٰ کی حدود اور اللہ تعالیٰ کے فرائض اور کتاب اللہ کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ سے سلطان نصیر مانگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی عزت اور غلبے کے لئے لوگوں میں سلطان نصیر مقرر فرمائے۔
(المستدرک)

روزنامہ الفضل بھی اب اپنے نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ اس کی قادیان اور ربوہ میں اشاعت ہوتی رہی ہے ۔درمیان میں کچھ عرصہ لاہور اور کراچی سے بھی طبع ہوا۔ پھر قدغا کے دنوں میں ربوہ کے مختلف جماعتی رسائل بطور ضمیمہ الفضل شائع ہوتے رہے۔اب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسے لندن سے آن لائن جاری کرنے کا مبارک فیصلہ فرمایا ہے۔اس پر ہمارے دل اپنے خالق حقیقی کے سامنے سجدہ ریز ہیں۔کیونکہ آج سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم پیش گوئی ایک اور شان کے ساتھ پوری ہونے جارہی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا۔ہم اس پر بہر حال ایمان لاتے ہیں لیکن اس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور اُنکو اسلام سے حصہ ملے گا۔اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے جسم کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے۔درحقیقت آج تک مغربی ملکوں کی مناسبت دینی سچائیوں کے ساتھ بہت کم رہی ہے گویا خدائے تعالیٰ نے دین کی عقل تمام ایشیا کو دے دی اور دنیا کی عقل تمام یورپ اور امریکہ کو۔ نبیوں کا سلسلہ بھی اول سے آخر تک ایشیا کے ہی حصہ میں رہا اور ولایت کے کمالات بھی انہیں لوگوں کو ملے۔اب خدائے تعالیٰ ان لوگوں پر نظر رحمت ڈالنا چاہتا ہے۔"
(ازالہ اوہام،روحانی خزائن جلد3صفحہ 377-376)

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ عظیم الشان پیشگوئی اس کے قبل کئی بار آن بان کے ساتھ جماعت کے حق میں پوری ہوچکی ہے۔بالخصوص خلفاء سلسلہ کی مغرب ہجرت سے یہ پیشگوئی بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہوئی ہے۔جب ایک خلیفہ وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں اس منبر پر کھڑا اردو اور انگریزی بلکہ عربی میں بھی نہایت مدلل فصیح و بلیغ گفتگو فرماتا ہے۔اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پڑھ کر ہمیں سناتا ہے۔

آج الفضل کے لندن سے اجراء پر بڑے وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ پیشگوئی ایک بار پھر پوری ہورہی ہے۔جب اس مبارک منبر سے اسلام کا پرچار ہوگا،توحید کی تعلیم دی جائے گی، قرآن و حدیث کا بیان ہوگا اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قرآن و حدیث اور اسلامی تعلیمات پر مشتمل ارشادات روزانہ کی بنیاد پر منظر عام پر آئیں گے۔

روزنامہ الفضل کو اپنے نئے دور کے لئے قلمکار، حضرت سلطان القلم کے معاونین کی صورت میں سلطان نصیر کی کثرت سے ضرورت رہے گی اور ہمیں امید واثق ہے کہ ہمارے خالق نے اگر الفضل کھلنے کے در وا کئے ہیں تو لوگوں کے دلوں کو بھی کھولے گا اور ان کو اس کے لئے مضامین لکھنے کی الٰہی تحریک بھی ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ (بانی الفضل) نے قارئین الفضل کے نام پیغام بھجواتے ہوئے ایک دفعہ تحریر فرمایا تھا:

"اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے۔" (31 دسمبر 1954ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کے حوالہ سے ایک مرتبہ فرمایا کہ "الفضل جماعت کا اخبار ہے۔ لوگ وہ نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ اس میں کون سی نئی چیز ہوتی ہے، وہی پُرانی باتیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ جن کے بارے میں خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا تھا کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا، وہ فرماتے ہیں کہ شاید ایسے پڑھے لکھوں کو یا جو اپنے زُعم میں پڑھا لکھا سمجھتے ہیں کوئی نئی بات الفضل میں نظر نہ آتی ہو اور وہ شاید مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہوں لیکن مجھے تو الفضل میں کوئی نہ کوئی نئی بات ہمیشہ نظر آجایا کرتی ہے۔"

ہمارے پیارے امام اور احباب جماعت کی دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے فضل کو کھینچا اور الفضل ایک بار پھر جاری ہوگیا۔ اس وقت ادارہ کو درج ذیل صورتوں میں سلطان نصیر کی ضرورت ہوگی۔

1. **قارئین کی صورت میں۔** آج کا دور ہے ہی سوشل میڈیا کا ہماری نوجوان نسل تو اس سے فائدہ اٹھالے گی اور کمپیوٹر اور سوشل میڈیا کے استعمال سے نابلد بزرگوں کو بھی سیکھنا ہوگا اور ان کے بچے اپنے بزرگوں کو سکھلائیں تا زیادہ سے زیادہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔
2. **مضمون نگاروں اور شعراء کی صورت میں۔**

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دو بازوؤں الحکم اور البدر کے لئے خدا کے پاک دین اور حضرت نبی پاک ﷺ کے اثبات کے لئے اپنی قلموں کو تیز کرنے کے لئے احباب جماعت کو مخاطب ہو کر فرمایا تھا:

"اس وقت ہم پر قلم کی تلواریں چلائی جاتی ہیں اور اعتراضوں کے تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوتوں کو بیکار نہ کریں اور خدا کے پاک دین اور اس کے برگزیدہ نبی ﷺ کی نبوت کے اثبات کے لئے اپنی قلموں کے نیزوں کو تیز کریں"

اخبار الفضل جماعت احمدیہ کے ہر طبقہ کی یکساں تعلیم و تربیت کا حق ادا کرتا ہے۔ اس لئے قلمکاروں کے ہر قسم کے مضامین، آرٹیکلز کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اس لئے خاکسار امید کرتا ہے کہ مضامین لکھتے وقت درج ذیل طبقہ ہائے جماعت کو مدنظر رکھا جائے گا۔

بوڑھے، مرد، نوجوان، خواتین، بچے اور بچیاں، واقفین نو، واقفین زندگی (مربیان، معلمین، ڈاکٹرز، ٹیچرز، انجینئرز وغیرہ)

حضرت مصلح موعودؓ نے اس روحانی نہر کی (بندش کے بعد) دوبارہ اجراء پر اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے جذبات رکھ کر جو عاجزانہ دعا کی تھی۔ آج میری بھی یہی کیفیت ہے۔ میں بہت ہی کمزور، ناتواں اور نابکار بندہ ہوں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے خلافت کے دربار سے اٹھنے والی آواز کو قابل قدر احباب جماعت تک پہنچانے کی ذمہ داری جو خاکسار کے کمزور کندھوں پر ڈالتے ہوئے اعتماد کیا ہے۔ قارئین دعا کریں اللہ تعالیٰ اس ذمہ داری کو احسن رنگ میں نبھانے کی توفیق دیتا رہے اور میرے عملہ ادارت اور قارئین کے حق میں حضرت مصلح موعود کی یہ دعا پوری ہوتی رہے۔

"اے میرے مولیٰ! اس مُشتِ خاک نے ایک کام شروع کیا ہے اس میں برکت دے اور اسے کامیاب کر۔ میں اندھیروں میں ہوں تو آپ ہی رستہ دکھا۔ **لوگوں کے دلوں میں الہام کر کہ وہ الفضل سے فائدہ اٹھائیں اور اس کے فیض لاکھوں نہیں کروڑوں پر وسیع کر اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے اسے مفید بنا۔**"آمین

سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم ''الفضل'' ہے

ریویو آف ریلیجنز اور جماعتی اخبارات و رسائل کے مطالعہ کی عادت اپنانے اور ان سے محبت پیدا کرنے کے حوالے سے زریں نصائح

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی کا بصیرت افروز خطاب فرمودہ 27 دسمبر 1938ء برموقع جلسہ سالانہ قادیان کا پہلا حصہ

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

آج سب سے پہلے میں دوستوں کو سلسلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے بعض اخبارات اور رسائل کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے شائع ہونے والے اخبارات میں سے سب سے مقدم ''الفضل'' ہے مگر مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت اخبارات اور لٹریچر کی اشاعت کی طرف اتنی متوجہ نہیں جتنا متوجہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اتنی وسیع جماعت میں جو سارے ہندوستان میں پھیلی ہوئی ہے اور جس کی سینکڑوں انجمنیں ہیں صرف دو ہزار کے قریب ''الفضل'' کی خریداری ہے حالانکہ اتنی وسیع جماعت میں ''الفضل'' کی اشاعت کم از کم پانچ سات ہزار ہونی چاہئے۔ ایک علمی اور مذہبی جماعت میں ''الفضل'' کی اس قدر کم خریداری بہت ہی افسوسناک ہے یورپ میں لوگوں کو اخبارات پڑھنے کی اتنی عادت ہوتی ہے کہ ایک آدمی دو دو تین تین اخبارات ضرور خریدتا ہے حتّٰی کہ غریب مزدور کے ہاتھ میں بھی ایک دو اخبار تو ضرور ہوں گے مگر ہمارے آدمی اس وقت تک اخبار خریدنے کیلئے تیار نہیں ہوتے جب تک اس کا ہر مضمون ان کی دلچسپی کا موجب نہ ہو اور اگر کوئی خریدتا بھی ہے تو وہ پڑھ کر کہہ دیتا ہے کہ ایک دو مضمون ہی اچھے ہیں باقی اخبار میں تو کوئی کام کی بات ہی نہیں گویا ان کے نزدیک اخبار شروع سے لیکر آخر تک ان کی مرضی کے مطابق ہونا چاہئے۔ حالانکہ ولایت میں مَیں نے دیکھا ہے، لوگ اخبار خریدیں گے اور اس میں سے کوئی ایک خبر اپنے مذاق کی پڑھ لیں گے، مثلاً فلاں جگہ گھوڑ دوڑ ہے' لوگوں کو اتنے بجے پہنچ جانا چاہئے اور پھر یہ خبر پڑھتے ہی اخبار پھینک دیں گے۔ اسی طرح جاتے جاتے ریل میں یا ٹرام میں ہر شخص اخبار خریدے گا اور پھر گھوڑ دوڑ یا کرکٹ کے میچ کی خبر پڑھ کر یا گھوڑ دوڑ اور کرکٹ کے میچ کے نتیجہ پر نظر ڈال کر اخبار چھوڑ دیں گے۔ یہی عورتوں کا حال ہے۔ وہ بھی اخبار خریدتی ہیں اور سوسائٹی میں گپ شپ کیلئے کسی پارٹی کی خبر ہوئی تو وہ پڑھ لیتی ہیں یا کوئی شادی کی خبر ہوئی تو وہ دیکھ لیتی ہیں اسی طرح موت کی خبر پڑھ لیتی ہیں اور باقی اخبار کو دیکھتی بھی نہیں۔ اس کے مقابلہ میں جو سیاسی آدمی ہیں وہ صرف سیاسی خبریں پڑھتے ہیں اور باقی اخبار چھوڑ دیتے ہیں اور اگر کوئی ایسا شخص ہو جسے اور کوئی ضروری کام نہ ہو تو وہ مضمون پڑھنے لگ جاتا ہے لیکن ہمارے لوگ اس بات کے عادی ہیں کہ ایک آنہ میں سے جب تک وہ پانچ پیسے کی خبریں نہ نکال لیں ان کی تسلی ہی نہیں ہوتی۔

ان کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہمارے ہاں ایک جاہل شخص ہوا کرتا تھا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ اس کے بہت پیچھے پڑے رہتے تھے کہ تو نمازیں پڑھا کر اور آپ چاہتے تھے کہ اسے کچھ نہ کچھ دین کی واقفیت ہو جائے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک بہت پرانا خادم تھا اس کا وہ بھتیجا تھا۔ ایک دفعہ وہ بازار سے آٹھ آنے کا گھی لایا جو بِلّا کھا گیا اسے پتا لگا تو اس پر جنون سوار ہو گیا اور وہ لٹھ لیکر بِلّے کے پیچھے پیچھے بھاگا یہاں تک کہ اس لٹھ سے اس نے بِلّے کو مارا اور چُھری سے اُس کا پیٹ چاک کر کے اس کی انتڑیوں سے گھی نچوڑ کر رکھ لیا۔ کسی نے پوچھا کہ سناؤ گھی مل گیا وہ کہنے لگا۔ آدھ سیر کی بجائے دس چھٹانک گھی نکلا ہے۔ ہمارے یہ دوست بھی اخبارات سے دس چھٹانک گھی ہی نکالنا چاہتے ہیں اور خواہش رکھتے ہیں کہ ایک آنہ خرچ کر کے انہیں پانچ پیسے کی خبریں مل جایا کریں۔ حالانکہ اگر کسی کو علم کی ایک بات بھی اخبار سے مل جاتی ہے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی قیمت اسے وصول ہو گئی بلکہ ایک بات کیا اگر کام کی اسے ایک سطر بھی مل جاتی ہے تو اسے سمجھنا چاہئے کہ ایک آنہ کی اس کے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے۔

پھر ریویو آف ریلیجنز وہ رسالہ ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ خواہش ظاہر فرمائی تھی کہ اس کے دس ہزار خریدار ہوں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم ایک دفعہ بھی اب تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا نہیں کر سکے۔ ہمارے جلسہ سالانہ پر ہی بیس ہزار آدمی آ جاتے ہیں اور اگر سب دوست اس کی خریداری کی طرف توجہ کریں تو دس ہزار خریدار ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت کو ابھی تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ میں سمجھتا ہوں اگر غیر احمدیوں میں اس رسالہ کی کثرت سے اشاعت کی جائے تو دس ہزار خریدار یقیناً میسر آ سکتا ہے کیونکہ اس رسالہ میں ایسے علمی مضامین شائع ہوتے ہیں جو عام طور پر دوسرے رسالوں کو میسر نہیں آتے۔

انگریزی دان طبقہ کیلئے تو یہ ضروری ہے کہ وہ اس رسالہ کو کثرت سے خریدے لیکن وہ دوست جو انگریزی نہیں جانتے وہ بھی اگر شادی بیاہ کے موقع پر ریویو آف ریلیجنز کی امداد کے لئے کچھ دے دیا کریں تو ان پر کچھ زیادہ بار نہیں ہو سکتا۔ لوگ شادیوں کے موقع پر صدقہ و خیرات کیا کرتے ہیں اور جو لوگ صدقہ و خیرات نہیں کرتے وہ بھی میراثیوں اور ڈوموں میں جب وہ مبارکباد دینے کیلئے آتے ہیں تو کئی روپے تقسیم کر دیتے ہیں۔

ایسے موقعوں پر اگر بجائے میراثیوں اور ڈوموں کو روپیہ دینے کے تین چار انگریزوں یا علم دوست غیر احمدیوں کے نام سال یا چھ چھ ماہ کیلئے رسالہ جاری کرا دیا جائے تو جتنے عرصہ تک رسالہ جاری رہے گا اتنا عرصہ تک وہ ثواب حاصل کرتے رہیں گے۔ اگر کسی کو زیادہ توفیق نہ ہو تو وہ تین ماہ کیلئے ہی رسالہ جاری کرا دے۔ اگر اس کے تین چار روپوں سے تین چار مہینے مسلسل اسلام کی تعلیم لوگوں کے کانوں تک پہنچتی رہے تو وہ خود ہی سمجھ سکتا ہے کہ یہ روپیہ خرچ کرنا اس کیلئے کیسا مفید اور بابرکت ہوگا۔ ڈوموں اور میراثیوں کی مدد کرنا تو اخلاقاً اور شرعاً کوئی پسندیدہ بات نہیں کیونکہ ایسا شخص اپنے روپے سے گانے اور ناچنے کو قائم رکھتا ہے لیکن ایسے رسالہ کی مدد کرنا جو ممالکِ غیر میں تبلیغِ اسلام کا کام دے رہا ہو بہت بڑے ثواب کی بات ہے کیونکہ اس طرح خداتعالیٰ کے دین کو مدد ملتی ہے۔

اسی طرح ''البشریٰ'' ایک نہایت ہی اہم رسالہ ہے اور وہ اس علاقہ سے نکلتا ہے جس کے ہم پر اس قدر عظیم الشان احسانات ہیں کہ اگر ہماری کھال اُدھیڑ کر بھی اس کے کپڑے بنا دیئے جائیں تب بھی ان کے احسانات کا بدلہ ہم نہیں اتار سکتے۔ یہ عربوں کی قربانی ہی تھی کہ جس نے ہمیں اسلام سے روشناس کرایا۔ پس اگر ہم عرب کے لوگوں تک احمدیت پہنچا دیں تو یہ ہمارا اُن پر کوئی احسان نہیں ہو گا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم اپنی تمام جائدادیں عربوں کیلئے وقف کر دیں اور اپنے اموال ان کی خاطر قربان کر دیں تب بھی ان کا احسان نہیں اُتر سکتا کیونکہ انہوں نے روحانی انعام سے ہمیں مالا مال کیا اور ہم جو کچھ دیں گے وہ جسمانی ہو گا لیکن اب خدا نے ہمیں موقع دیا ہے کہ ہم ان کو اسی طرح روحانی انعامات سے بہرہ یاب کریں جس طرح انہوں نے ہمیں روحانی انعامات دیئے۔ ان کے باپ دادوں نے ہم کو اسلام دیا تھا اب ہمارا فرض ہے کہ ہم انہیں احمدیت سکھائیں اور اس طرح اس احسان کا بدلہ دیں جو انہوں نے اسلام کی اشاعت کی صورت میں ہم پر کیا۔

پس خدا نے ہمیں احمدیت دے کر وہ ذریعہ عطا فرمایا ہے جو کسی اور قوم کو حاصل نہیں اور ہمارا فرض ہے کہ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان میں اشاعتِ احمدیت پر زور دیں اور کم از کم اس رسالہ کی اشاعت کو بکثرت بڑھائیں جو عرب ممالک میں احمدیت کی آواز پہنچانے کیلئے ہماری جماعت کی طرف سے شائع کیا جاتا ہے۔

(الفضل 16 نومبر 1960ء)

(انوارالعلوم جلد 15 ص 227-230)

اخبار الفضل پر خلفاء سلسلہ کی لازوال عنایات اور بے پایاں محبتیں اور شفقتیں

الفضل کے لئے ابتدائی قربانی پیش کرنے والی عظیم المرتبت اور بابرکت شخصیات کے دلنشیں تذکرے

اخبار الفضل اردو صحافت میں برصغیر کا سب سے قدیم اخبار ہے۔اس اخبار کی بنیاد 2مقدس خلفاء احمدیت کے ہاتھوں سے رکھی گئی۔ یہ اخبار بعد میں آنے والے خلفاء کی خاص شفقتوں اور عنایتوں کا بھی موردبنتا رہا، ان کی گود میں پھلا پھولا اور پروان چڑھا۔ اس کے سو سال محض ان کی دعاؤں اور برکتوں سے عبارت ہیں۔حضرت مصلح موعودؓ نے عین ضرورت کے وقت یہ اخبار جاری فرمایا۔سوانح فضل عمر جلد اول میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔

”حضرت صاحبزادہ صاحب (حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ناقل)نے بجا طور پر یہ ضرورت محسوس کی کہ جب تک سلسلہ کا ایک باقاعدہ اخبار جاری نہ ہو صحیح معنوں میں مرکز اور جماعت کے مابین رابطہ قائم نہیں ہوسکتا۔چنانچہ اس شدید ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے آپؓ نے جون 1913ء میں الفضل اخبار کا اجراء فرمایا۔یہ اخبار آج تک جماعت احمدیہ کا مرکزی روزنامہ چلا آرہاہے۔“

(صفحہ 238)

الفضل ایک فضل ہے جو سیدنا محمودؓ کے ذریعہ 18جون 1913ء کو عالم احمدیت پرحضرت حکیم مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی اجازت اور دعاؤں کے جلو میں ظاہرہوا ، جنہوں نے اس کو الفضل کا بابرکت نام عطا فرمایا۔

الفضل کے نام رکھے جانے کی تفصیل حضرت مصلح موعودؓ نے اس طرح بیان فرمائی: ”حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ سے میں نے اخبار کی اجازت مانگی اور نام پوچھا۔آپ نے اخبار کی اجازت دی اور نام ”الفضل“ رکھا۔چنانچہ اس مبارک انسان کا رکھا ہوا نام ”الفضل“،فضل ہی ثابت ہوا۔اسی زمانہ میں ”پیغام صلح“ لاہور سے شائع ہوا۔تجویز پہلے میری تھی مگرپیغام صلح الفضل سے پہلے شائع ہوا۔کیونکہ ان لوگوں کے پاس سامان بہت تھے۔“

(انوارالعلوم جلد8صفحہ 371۔372)

اورپھر یہ اخبار دیوانہ وار خلافت احمدیہ کی روشنی اور اس کی برکات کو دنیا بھر میں ظاہر کرتا رہا۔ یہ خلافت کا پروانہ، اس کے ہاتھ کا مہرہ، اس کابِگل اور اس کی قرناء ہے۔خلافت کی آواز کو پھیلانے کے لئے اس کا آغاز ہوا۔

حضرت مصلح موعودؓ الفضل کے اجراء کا پس منظر اس طرح بیان فرماتے ہیں: ”بدر“ اپنی مصلحتوں کی وجہ سے ہمارے لئے بند تھا ”الحکم“ اول تو ٹمٹماتے چراغ کی طرح کبھی کبھی نکلتا تھا اور جب نکلتا بھی تھا تو اپنے جلال کی وجہ سے لوگوں کی طبیعتوں پر جو اس وقت بہت نازک ہوچکی تھیں۔ بہت گراں گزرتا تھا۔ ”ریویو“ ایک بالا ہستی تھی جس کا خیال بھی نہیں کیاجاسکتا تھا۔ میں بے مال و زر تھا۔ جان حاضر تھی مگر جو چیز میرے پاس نہ تھی وہ کہاں سے لاتا۔ اس وقت سلسلہ کو ایک اخبار کی ضرورت تھی جو احمدیوں کے دلوں کو گرمائے۔ان کی سستی کو جھاڑے۔ان کی محبت کو ابھارے۔ان کی ہمتوں کو بلند کرے اور یہ اخبار ثریا کے پاس ایک بلند مقام پر بیٹھا تھا۔اس کی خواہش میرے لئے ایسی ہی تھی جیسے ثریا کی خواہش،نہ وہ ممکن تھی نہ یہ۔آخر دل کی بے تابی رنگ لائی۔امید بر آنے کی صورت ہوئی اور کامیابی کے سورج کی سرخی افق مشرق سے دکھائی دینے لگی۔“

(انوارالعلوم جلد8صفحہ 369)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ”اعلان فضل“ کے عنوان سے الفضل

تحریر و تحقیق:ابوسدید

کے اجراء سے پہلے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا اس میں الفضل کے بارہ میں رقمطراز ہیں۔

بموجب ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح (الاولؓ) توکلاً علی اللہ اس اخبار کو شائع کرنے کا اعلان کیا جاتا ہے ۔ہمارا کام کوشش ہے ۔ برکت اور اتمام خداتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔لیکن چونکہ یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے اس لئے اس کی مدد کا یقین ہے ۔بے شک ہماری جماعت غریب ہے لیکن ہمارا خدا غریب نہیں اور اس نے ہمیں غریب دل نہیں دیئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ مزید لکھتے ہیں۔

”ان علمی خدمات کے پیچھے قربانی اور ایثار ،شوق اور جذبہ کارفرما تھے ،ان کا کچھ اندازہ ان ذاتی قربانیوں سے ہوسکتا ہے جو آپ نے اور آپ کے اہل بیت نے ان اخبارات و رسائل کے سلسلہ میں پیش کیں ۔اس ضمن میں حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)کی بعض بعد کی تحریرات کے چند اقتباسات ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوں گے۔

مجھے اس وقت ساٹھ روپے ملتے تھے جن میں سے دس روپے ماہوار تو تشحیذ پر خرچ کرتا تھا۔دوبچے تھے بیوی تھی اور گو کوئی خاص ضرورت تو نہ تھی مگر خاندانی طور طریق کے مطابق ایک کھانا پکانے والی اور ایک خادمہ بچوں کے رکھنے اور اوپر کے کام میں مدد دینے کے لئے میری بیوی نے رکھی ہوئی تھی ۔سفر اور بیماری وغیرہ کے اخراجات بھی اس میں سے تھے ۔پھر مجھے کتابوں کا شوق بچپن سے ہے چنانچہ اس گزارہ سے اپنی علمی ترقی کے لئے اور مطالعہ کے لئے کتابیں بھی خریدتا رہتا تھا اور کافی ذخیرہ میں نے جمع کرلیا تھا۔“

(سوانح فضل عمر جلداول صفحہ 239)

الفضل کے لئے ابتدائی قربانیاں پیش کرنے والی پاکباز اور عظیم شخصیات کے دلنشیں اور پُر اثر تذکرے حضرت مصلح موعودؓ کی زبانی پڑھیے۔حضرت مصلح موعودؓ اپنی حرم اول اور اپنی بیٹی ناصرہ بیگم کے بے نظیر ایثار اور قربانی کا ذکر اس طرح بیان فرماتے ہیں: ”خداتعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اس طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔ انہوں نے اس امر کو جانتے ہوئے کہ اخبار میں روپیہ لگانا ایسا ہی ہے جیسے کنویں میں پھینک دینا اور خصوصاً اس اخبار میں جس کا جاری کرنے والا محمود ہو جو اس زمانہ میں شاید سب سے بڑا مذموم تھا۔اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کردوں ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا اور پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے یہ ابتدائی سرمایہ الفضل کا تھا۔الفضل اپنے ساتھ میری بے بسی کی حالت اور میری بیوی کی قربانی کو تازہ رکھے گااور میرے لئے تو اس کا ہراک پرچہ گوناگوں کیفیات کا پیدا کرنے والا ہوتا ہے۔بارہا وہ مجھے جماعت کی وہ حالت یاد دلاتا ہے جس کے لئے اخبار کی ضرورت تھی بارہا وہ مجھے اپنی بیوی کی وہ قربانی یاد دلاتا ہے جس کا مستحق نہ میں اپنے پہلے سلوک کے سبب سے تھا نہ بعد کے سلوک نے مجھے اس کا مستحق ثابت کیا۔وہ بیوی جن کو میں نے اس وقت تک ایک سونے کی انگوٹھی بھی شاید بنا کر نہ دی تھی اور جن کو بعد میں اس وقت تک میں نے صرف ایک انگوٹھی بنوا کر دی ہے ان کی یہ قربانی میرے دل پر نقش ہے۔اگر ان کی اور قربانیاں اور ہمدردیاں اور اپنی سختیاں اور تیزیاں میں نظر انداز بھی کردوں تو ان کا یہ سلوک مجھے شرمندہ کرنے کے لئے کافی ہے اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوا اورمیرے لئے زندگی کا ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کردیا۔کیا ہی یہ سچی بات ہے کہ عورت ایک خاموش کارکن ہوتی ہے۔اس کی مثال اس گلاب کے پھول کی سی ہے جس سے عطر تیار کیا جاتا ہے۔لوگ اس دکان کو تو یاد رکھتے ہیں جہاں سے عطر خریدتے ہیں مگر اس گلاب کا کسی کو خیال نہیں آتا جس نے مر کر ان کی خوشی کا سامان پیدا کیا۔میں حیران ہوتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ یہ سامان پیدا نہ کرتا تو میں کیا کرتا۔اور میرے لئے خدمت کا کون سا دروازہ کھولا جاتااور جماعت میں روز مرہ بڑھنے والا فتنہ کس طرح دور کیا جاسکتا۔“

(انوارالعلوم جلد8صفحہ 369۔370)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ سوانح فضل عمر میں مذکورہ زیور کے فروخت کے بارے میں لکھتے ہیں۔

”یہ زیورحضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) نے خود لاہور جاکر پونے پانچ سوروپے میں فروخت کئے۔یہ تھا الفضل کا ابتدائی سرمایہ جیسی قیمتی امداد تھی اس کا اندازہ حضرت صاحبزادہ صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ)کے ان الفاظ سے لگایا جاسکتاہے۔

”اس حسن سلوک نے نہ صرف مجھے ہاتھ دیئے جن سے میں دین کی خدمت کرنے کے قابل ہوااور میرے لئے زندگی کے لئے ایک نیا ورق الٹ دیا بلکہ ساری جماعت کی زندگی کے لئے بھی ایک بہت بڑا سبب پیدا کردیا....“

(الفضل28دسمبر1939ء۔سوانح فضل عمر جلداول صفحہ 240)

حضرت اماں جان نصرت جہاں بیگمؓ کے عظیم احسان کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ اس طرح ذکر فرماتے ہیں:

”دوسری تحریک اللہ تعالیٰ نے حضرت اماں جان کے دل میں پیدا کی اور آپ نے اپنی ایک زمین جو قریباً ایک ہزار روپیہ میں بکی الفضل کے لئے دے دی۔ مائیں دنیا میں خدا کی نعمتوں میں سے ایک نعمت ہیں مگر ہماری والدہ کو ایک خصوصیت ہے اور وہ یہ کہ احسان صرف ان کے حصہ میں آیا ہےاور احسان مندی صرف ہمارے حصہ میں آئی ہے۔ دوسری ماؤں کے بچے بڑے ہو کر ان کی خدمت کرتے ہیں۔مگر ہمیں یا تو اس کی توفیق ہی نہیں ملی کہ ان کی خدمت کر سکیں یا شکر گزار دل ہی نہیں ملے جو ان کا شکریہ ادا کر سکیں۔بہرحال جو کچھ بھی ہو اب تک احسان کرنا انہیں کے حصے میں ہے۔اور حسرت و ندامت ہمارے حصے میں۔وہ اب بھی ہمارے لئے تکلیف اٹھاتی ہیں اور ہم اب بھی کئی طرح ان پر بار ہیں۔دنیا میں لوگ یا مال سے اپنے والدین کی خدمت کرتے ہیں یا پھر جسم سے خدمت کرتے ہیں۔کم سے کم میرے پاس دونوں نہیں۔مال نہیں کہ خدمت کر سکوں۔یا شاید احساس نہیں کہ سچی قربانی کر سکوں۔جسم ہے مگر کیا؟صبح سے شام تک جس کو ایک نہ ختم ہونے والے کام میں مشغول رہنا پڑتا ہے بلکہ راتوں

کو بھی۔پس بارمنت کے اٹھانے کے سوا اور کوئی صورت نہیں۔میں جب سوچتا ہوں حسرت و ندامت کے آنسو بہاتا ہوں کہ خدایا میرے جیسا نکما وجود بھی دنیا میں کوئی ہوگا جس نے خود تو کبھی کسی پر احسان نہیں کیا۔مگر چاروں طرف سے لوگوں کے احسانات کے نیچے دبا ہوا ہے۔کیا میں صرف احسانوں کا بوجھ اٹھانے کے لئے ہی دنیا میں پیدا ہوا تھا۔“

(انوارالعلوم جلد8 صفحہ 370۔371)

حضرت نواب محمد علی خانؓ کی قربانی اور امداد کا آپ نے یوں تذکرہ فرمایا: ”تیسرے شخص جن کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تحریک کی وہ مکرمی خان محمد علی خان صاحب ہیں آپ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لئے دی۔پس وہ بھی اس رو کے پیدا کرنے میں جو اللہ تعالیٰ نے ”الفضل“ کے ذریعہ چلائی حصہ دار ہیں۔اور السّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں سے ہونے کے سبب سے اس امر کے اہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے اس قسم کے کام لے۔اللہ تعالیٰ ان کو ہر قسم کی مصائب سے محفوظ و مامون رکھ کر اپنے فضل کے دروازے ان کے لئے کھولے۔“

(انوارالعلوم جلد8 صفحہ 371)

الفضل کی اشاعت کے ابتدائی مراحل میں جس شخصیت نے حضرت مصلح موعودؓ کی مدد کی ان کے بارے میں حضورؓ ہی کی زبان مبارک سے ملاحظہ کریں ”جب الفضل نکلا ہے اس وقت ایک شخص جس نے اس اخبار کی اشاعت میں شاید مجھ سے بھی بڑھ کر حصہ لیا وہ قاضی ظہورالدین صاحب اکمل ہیں۔اصل میں سارے کام وہی کرتے تھے۔اگر ان کی مدد نہ ہوتی تو مجھ سے اس اخبار کا چلانا مشکل ہوتا۔رات دن انہوں نے ایک کردیا تھا۔اس کی ترقی کا ان کو اس قدر خیال تھا کہ کئی دن انہوں نے مجھ سے اس امر میں بحث پر خرچ کئے کہ اس کے ڈیکلریشن کے لئے مجھے منگل کو نہیں جانا چاہئے کیونکہ یہ دن نا مبارک ہوتا ہے۔مگر مجھے یہ ضد کہ برکت اور نحوست خداتعالیٰ کی طرف سے آتی ہے۔مجھے منگل کو ہی جانا چاہئے۔تا یہ وہم ٹوٹے۔میرا خیال ہے اس امر میں مجھے قاضی صاحب پر فتح ہوئی۔کیونکہ میں منگل کو ہی گیا اور خداتعالیٰ کے فضل سے ڈیکلریشن بھی مل گیا۔جس کی نسبت قاضی صاحب کو یقین تھا کہ اگر میں منگل کو گیا تو کبھی نہیں ملے گا اور اخبار بھی مبارک ہوا۔بعد میں گو ایک مینیجر رکھ لیا گیا مگر شروع میں قاضی صاحب ہی مینیجری کا بھی بیشتر کام کرتے تھے اور مضمون نویسی میں بھی میری مدد کرتے تھے۔“

(الفضل صد سالہ نمبر 2013ء)

الفضل نے اپنے صد سالہ دور میں کئی رنگ بدلے۔ پہلے ہفت روزہ تھا،پھر ہفتہ میں دوبار ہوا اور بالآخر روزنامہ ہوگیا۔ متعدد مرتبہ جبری بندش کا سامنا بھی کرنا پڑا اور اب 106 سال بعد اس کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے لندن سے آن لائن ایڈیشن جاری ہورہا ہے۔ روزنامہ الفضل کی صد سالہ تاریخ پر ایک نظر ڈالنے سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اس کی کامیابیوں اور کامرانیوں کے پس پردہ اصلی قوتِ متحرکہ نظام خلافت ہے جس کی ان گنت برکات سے جہاں احمدیت نے من حیث الجماعت اور افراد جماعت نے انفرادی سطح پر وافر حصہ پایا۔ وہاں جماعتی اداروں نے بھی اپنی تنظیمی کارکردگی اور اثرات،نتائج کے اعتبار سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کی ۔ ایک عام فہم رکھنے والا شخص بھی اس بات کا بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ جماعتی ادارے خلیفۂ وقت کے فیضان نظر سے انتہائی نامساعد حالات میں بھی ایک للّٰہی مقصد کی تکمیل میں کس کامیابی سے خلیفۂ وقت کے دست و بازو بنے ہوئے ہیں۔ اور ان کی مساعی اور استعداد کار میں کہیں کوئی رخنہ نظر نہیں آتا اور اگر ہماری سستی اور غفلت سے کسی جگہ رخنے کے آثار پیدا ہونے لگتے ہیں تو خلیفہ وقت کی قوت قدسیہ اس پر اطلاع پاتی اور باریک بین نگاہ فوراً وہاں رسائی حاصل کر کے اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلاتی ہے ۔گویا جماعت کا ہر ادارہ خلیفہ وقت کے مبارک وجود کا ایک حصہ ہے اور اس کی دھڑکنوں سے زندگی بخش توانائی حاصل کرتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے الفضل کے 100 سال پورے ہونے پر اسے یہ اعزاز بخشا کہ اس کی صد سالہ تقریبات میں ایک خاص نمبر شائع کرنے کی منظوری عطا فرمائی تاکہ اس کی تاریخ اور خدمات کو اجاگر کیا جائے اور نئی نسلوں کو اس سے زیادہ تعلق اور دلچسپی پیدا ہو۔ اس کے مطالعہ کی طرف توجہ ہو۔ اس کے علمی خزانوں سے استفادہ کا موقعہ میسر آئے۔

احباب جماعت جانتے ہیں کہ الفضل خلافت احمدیہ کی 100 سالہ تجلیات اور جماعت کی والہانہ عقیدت کا آئینہ دار ہے اور اس کا ہر صفحہ اس دو طرفہ محبت کے عطر سے مملو ہے۔الفضل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے پہلے دورہ یورپ سے لے کر آج تک خلفاء سلسلہ کے سفروں کی روداد کا حامل ہے۔ خلفاء نے کس طرح ایشیا،یورپ، امریکہ، آسٹریلیا اور افریقہ کو ہوشیار کیا انہیں مسیح موعود کا پیغام پہنچایا۔ کس طرح اشاعت حق کے منصوبے بنائے اور قضیہ زمیں بر سر زمین طے کیا۔

آج دنیا کے 213 ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہو چکا ہے۔ الفضل نے ہر ملک اورہر بڑے چھوٹے شہر میں پیغام حق پہنچانے کی تاریخ محفوظ کی ہے۔

الفضل نے ہی خلفاء کے مقدس ارشادات کو لفظ بہ لفظ محفوظ کیا اور یہ روحانی دودھ ہمیشہ اس نہر میں بہتا رہے گا اور بڑھتا رہے گا۔

خلافت رابعہ میں ہجرت لندن کے بعد بھی الفضل جماعت کو خلافت کے نئے نئے پروگراموں سے باخبر کرتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ ہجرت کے ابتدائی سالوں سے ہی الفضل سے گہری وابستگی رکھتے چلے آئے اور گاہے بگاہے اس سے پیار اور محبت کا اظہار فرمایا۔ متعدد بار جدائی کے اس دور میں اپنے پیارے آقا کا محبت بھرا سلام الفضل کے ذریعہ ہی دیار مشرق کے باسیوں کو پہنچتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں فرمایا کہ ”قارئین الفضل کی کثیر تعداد میں میں بھی شامل ہوں۔“

(مطبوعہ الفضل سالانہ نمبر 1990ء ص 11)

صد سالہ جشن تشکر کے تاریخی اور مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے احباب جماعت پاکستان کو نیک تمناؤں اور محبت بھرا سلام پہنچانے کے لئے الفضل کو ہی منتخب فرمایا۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایڈیٹر الفضل کے نام اپنے مکتوب گرامی میں فرمایا۔ ”جماعت احمدیہ عالمگیر کے صدسالہ جشن تشکر کا آغاز مبارک ہو۔ اس سعید و مبارک موقع کی مناسبت سے ایک تازہ نظم بھجوارہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے جانےوالی صدی کی برکتوں سے ہر احمدی کو سرفراز فرمائے اور آنےوالی صدی میں پہلے سے بڑھ کر کامیابیاں اور فتوحات عطا فرمائے ۔تمام احباب جماعت پاکستان کو میری طرف سے پُر خلوص دعاؤں ، نیک تمناؤں اور محبت بھرا سلام کا تحفہ پہنچادیں سبھی کو یہ ساعت سعد مبارک ہو۔

(روزنامہ الفضل احمدیہ صد سالہ جشن تشکر نمبر)

جماعتی ادارے کس طرح پروان چڑھے۔ تحریک جدید، وقف جدید اور ذیلی تنظیموں نے کس طرح ارتقائی مراحل طے کئے۔ مجلس شوریٰ کے لئے خلفاء نے کس طرح محنت کی۔ اشاعت قرآن اور اشاعت لٹریچر کے لئے کیا جاں فشانیاں کی گئیں۔ خدمت مخلوق کو کس طرح جماعت احمدیہ کے دل میں راسخ کیا گیا۔ نماز اور دیگر عبادات کے قیام کے لئے جو سرگرمیاں جاری رہیں یہ سب الفضل کے دامن کے خوبصورت پھول ہیں۔

خلافت ثانیہ تا خلافت خامسہ کے قیام پر جو خدائی نشان ظاہر ہوئے جو خدائی بشارات ملیں۔ جس طرح دشمن کی جھوٹی خوشیاں پامال ہوئیں وہ سب الفضل کے حافظے میں ہے۔

ہم ایک مرتبہ پھر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور تمام جماعت احمدیہ کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔اس آن لائن ایڈیشن کے پہلے پرچہ کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے موصول ہونے والا پُر معارف محبت بھرا خصوصی پیغام اس شمارہ کی زینت بڑھا رہا ہے۔ حضور انور کے دور پُر انوار میں خلافت کے اس فدائی نے 106 ویں سال میں قدم رکھ کر اس کا اجراء کیا ہے۔ جن کی والدہ کے زیور الفضل کی رگوں میں اترنے والی پہلی خوراک تھی۔ جن کی دعائیں ہمیشہ اس کے شامل حال رہتی ہیں۔ جن کی رہنمائی اس کے لئے سعادت اور برکت کا موجب ہے۔ جن کے الفاظ ہر کٹھن موقع پر اس کی ڈھارس بندھاتے اور حوصلہ بڑھاتے ہیں جن کے خطبات، تقاریر، پیغامات اور دوروں کی ایمان افروز رپورٹس اس کی زینت بنتی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی الفضل پر شفقتیں، عنایتیں اور محبتیں اپنے دور خلافت کے آغاز سے ہی ہوتی چلی آرہی ہیں۔ بصیرت افروز اور پُر تاثیر محبت بھرے پیغامات اور حضور انور کی طرف سے تحفے میں موصول ہونے والی خوبصورت تصاویر الفضل کو چار چاند لگا کر اس کے مقام و مرتبہ کو بلند تر کر کے ساتویں آسمان پر بٹھاتی رہیں۔ خلافت خامسہ کے گزشتہ 16 سالوں میں حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ کی عنایات کے مزے الفضل لوٹتا رہا ہے۔ الفضل کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر حضور انور کی طرف سے جو محبت بھرا پیغام موصول ہوا اس کا ایک حصہ برکت کی خاطر یہاں پیش ہے۔

”یہ دور دور آخرین ہے۔ قرآن کریم کی پیشگوئی وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ کے مطابق دور آخرین کتب و رسائل کی نشر واشاعت کا دور ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں 1913ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمودؓ احمد صاحب نے استخارہ کر کے ”الفضل“ کا اجراء فرمایا۔پہلے ہندوستان سے اور پھر تقسیم ہند کے بعد پاکستان سے باقاعدگی سے شائع ہونے والا جماعت کا ایک قدیم اور اہم اخبار ہے۔ اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا۔اس کے اجراء کے وقت حضرت اماں جانؓ نے اپنی ایک زمین عنایت فرمائی۔حضرت ام ناصر نے اپنے دو زیورات پیش فرمائے جس میں سے ایک انہوں نے اپنے لئے اور ایک ہماری والدہ حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے استعمال کے لئے رکھا ہوا تھا۔اسی طرح حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بھی نقد رقم اور زمین پیش فرمائی ۔

پیغام کے آخر پر حضور انور نے فرمایا ”میری طرف سے تمام قارئین اور الفضل کی انتظامیہ اور کارکنان کو الفضل کے سو سال پورے ہونے پر مبارکباد۔اللہ تعالیٰ سب کے علم و عمل میں برکت بخشے اور ایمان و ایقان میں بڑھائے۔آمین“

مضمون نگاروں اور شعراء کرام سے درخواست

آن لائن کے دور میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عنایات سے روزنامہ الفضل اپنا سفر طے کرتا ہوا 106 سال کا ہوگیا ہے اور اپنے اس مؤقر جریدہ ”روزنامہ الفضل“ لندن کو علمی، تربیتی اور روحانیت و اخلاق سکھلانے والا خلیفہ وقت کا نمائندہ جریدہ بنانے کے لئے ہم کوشاں ہیں۔تمام تر احمدی علمی مزاج رکھنے والے دوست و خواتین سے درخواست کی جاتی ہے۔جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلطان القلمؑ کا قلم اورخوبصورت طرزِ تحریر سے معین و مددگار بنایا ہے کہ وہ اپنے اخبار ”الفضل“ کے لئے تمام تر ذہنی اور قلمی استعدادوں کو بروئے کار لا کر مضامین، آرٹیکلز، منظوم کلام اور حاصل مطالعہ بھجواتے رہیں تا روزنامہ الفضل خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا صحیح معنوں میں دست و بازو بن جائے اور دنیا بھر کے قارئین اس سے استفادہ کر سکیں۔ اپنی کاوشوں اور آراء و تجاویز مندرجہ ای میل پر بھجوائیں یا مزید معلومات کے لئے فون کریں۔

(ایڈیٹر)

info@alfazlonline.org

+44-7951-614020

الفضل۔خدمتِ دین کے لئے وقف اخبار

حضرت مصلح موعودؓ نے 1917ء میں الفضل کو جماعت کی خدمت کے لئے وقف فرما دیا

الفضل کووقف ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ذاتی روپیہ سے اخبار جاری کیا اور پھر 1917ء میں اسے جماعت کی خدمت کے لئے وقف کر دیا اور یہی اس کی لمبی زندگی کی علامت بن گیا۔ وقف کی تفصیل اس طرح ہے کہ

حضرت مصلح موعودؓ نے تقریر جلسہ سالانہ 27 دسمبر 1917ء میں علم حاصل کرنے کے مندرجہ ذیل 7 طریق بیان کئے۔

1. مرکز سلسلہ قادیان میں بار بار آنا اور حضور سے علم سیکھنا۔
2. دوسرے مقامات پر درس قرآن میں شرکت۔
3. اسباق القرآن (تحریری مواد جو ڈاک کے ذریعے ملے گا)۔
4. جتنا علم آتا ہے دوسروں کو سکھایا جائے۔
5. کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطالعہ۔
6. اخبارات اور رسائل سلسلہ کا مطالعہ۔
7. رمضان میں حضور کا درس قرآن۔

چھٹے طریق کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

”چھٹا طریق ایسا ہے جس کی طرف متوجہ کرنے کا مجھے ایک مدت سے خیال ہے لیکن ایک مجبوری کی وجہ سے اسے بیان نہیں کرسکتا تھا۔ وہ مجبوری یہ ہے کہ یہاں کے اخباروں میں سے ایک کے ساتھ میں بھی تعلق رکھتا ہوں چونکہ مجھ میں بڑی غیرت ہے اس لئے یہ بات جانتے ہوئے بھی کہ اخبارات کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ حاصل ہوسکتا ہے۔ میں نے اخبارات اور رسالے خریدنے کی طرف توجہ نہیں دلائی کیونکہ ایک اخبار سے مجھے بھی تعلق ہے اس کے لئے میں نے سوچا کہ اس اخبار کو کسی اور کے سپرد کردوں اور موجودہ تعلق کو ہٹا کر تحریک کروں مگر اس وجہ سے کہ ابھی تک وہ اخبار گزشتہ گھاٹے میں ہے کسی کے سپرد نہیں کرسکا۔ اب ایک اور طریق خیال میں آیا ہے اور وہ یہ کہ اس اخبار کو وقف کردوں، اس کے سرمایہ میں ایک اور صاحب کا بھی روپیہ ہے لیکن ان کی طرف سے بھی مجھے یقین ہے کہ وہ بھی اپنا روپیہ چھوڑ دیں گے۔ پس میں آج سے اس اخبار کو بلحاظ اس کے مالی نفع کے وقف(اس تقریر کے بعد گورداسپور جاکر میں نے باقاعدہ طور پر ”الفضل“ کو انجمن ترقی اسلام کی ملکیت میں دیئے جانے کی درخواست دے دی اور اب وہ انجمن ترقی اسلام کی ملکیت میں ہے۔ خاکسار مرزا محمود احمد)کرتا ہوں۔ ہاں اگر خدانخواستہ نقصان ہوا تو اس کے پورا کرنے کی میں انشاء اللہ کوشش کروں گا۔ ہم اس کی کمی کے پورا کرنے کی تو کوشش کریں گے لیکن جو نفع ہوگا اسے نہ میں لوں گا اور نہ وہ۔ بلکہ اشاعت اسلام میں خرچ کیا جائے گا۔

”اس اعلان کے بعد چونکہ مالی منافع کے لحاظ سے کسی اخبار کے ساتھ میرا تعلق نہیں رہا اس لئے اب میں تحریک کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اخبارات کو خریدیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اس زمانہ میں اخبارات قوموں کی زندگی کی علامت ہیں کیونکہ ان کے بغیر ان میں زندگی کی روح نہیں پھونکی جاسکتی۔ گزشتہ زمانہ میں مخالفین کی طرف سے جو اعتراض ہوتے تھے وہ ایک محدود دائرہ کے اندر گھرے ہوئے تھے اس لئے ان کے جوابات کتابوں میں دے دیئے جاتے تھے اور ان کتابوں کا ہی پاس رکھنا کافی ہوتا تھا مگر اس زمانہ میں روزانہ نئے نئے اعتراضات اخباروں میں شائع ہوتے رہتے ہیں جن کے جواب دینے کے لئے اخباروں ہی کی ضرورت ہے اور اسی لئے ہمارے سلسلہ کے اخبار جاری کئے گئے ہیں لیکن اکثر لوگ ان کی خریداری کی طرف توجہ نہیں کرتے جس سے وہ دین کا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ ہمارے دوستوں کو چاہئے کہ جہاں تک ہوسکے تکلیف اٹھا کر بھی ان کو خریدیں... پس جہاں تک ہوسکے اخباروں کی اشاعت بڑھاؤ، انہیں خریدو اور ان کے ذریعہ علوم حاصل کرو۔ اس وقت الفضل، فاروق، نور، ریویو آف ریلیجنز، تشحیذ جاری ہیں ان کے خریدار بنو۔“

(انوارالعلوم جلد4 ص141)

حضور نے فرمایا:

”الفضل میرے ذاتی روپے سے جاری ہوا اور 1920ء تک میں نے اس کو چلاکے اس کی خریداری بڑھائی۔ جب چل گیا اور ایک بڑا اخبار بن گیا تو میں نے مفت بغیر معاوضہ کے وہ انجمن کو تحفہ دے دیا۔“

(تاریخ احمدیت جلد19 ص68)

ایم ٹی اے اور الفضل

ہم شاخیں درخت وجود کی ہیں سر پر ہے خلافت کا سایہ
افسوس ہے ان کی حالت پر جو تپتی دھوپ میں جلتے ہیں
ہم بندھ گئے ایسے رشتے میں جو سب رشتوں سے پیارا ہے
دنیا میں جہاں بھی احمدی ہیں سب اپنے اپنے لگتے ہیں
وہ لطف جو ایم ٹی اے میں ہے دنیا کے کسی چینل میں نہیں
اخبار ہے اک الفضل کہ جس میں خیر کی خبریں پڑھتے ہیں

(امتہ الباری ناصر۔امریکہ)

الفضل کے چمن کی آبیاری کرنے والے ابتدائی جاں نثار

1. حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ۔آپ نے اخبار جاری کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور نام الفضل عطا فرمایا۔
2. حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ۔ اپنی سوچوں کو عملی جامہ پہنا کر الفضل کی بنیاد رکھی۔ بہت سی قربانیاں پیش کرتے ہوئے آبیاری فرمائی۔ بانی ایڈیٹر
3. حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگمؓ (اماں جان)۔قیمتی قطعہ زمین عطافرما کر الفضل کو کامیابی سے چلانے کے لئے ابتدائی سرمایہ فراہم کیا۔
4. حضرت سیدہ محمودہ بیگمؓ (ام ناصر) اپنے قیمتی زیور عطا فرمائے۔
5. والدہ ماجدہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم۔ آپ کے گرانقدر زیور الفضل کے لئے استعمال ہوئے۔ اس طرح صغر سنی میں آپ نے الفضل کے لئے قربانی پیش فرمائی۔
6. حضرت نواب محمد علی خان۔ آپ نے کچھ روپیہ نقد اور کچھ زمین اس کام کے لئے دی۔

قارئین کرام! ان ابتدائی قربانی کر کے الفضل کی آبیاری کرنےوالی عظیم شخصیات کواپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(ایڈیٹر)

الفضل کے ڈیکلریشن کا حصول

حضرت مصلح موعودؓ نے الفضل کے ڈیکلریشن کے سلسلہ میں ایک دلچسپ واقعہ کا یوں ذکر فرمایا ہے۔

”1913ء میں حضرت خلیفہ اولؓ کے عہد خلافت میں جب میں نے ”الفضل“ جاری کیا تو ڈیکلریشن کے لئے گورداسپور جانے لگا۔ ایک دوست نے دریافت کیا کہ آپ کہاں جاتے ہیں۔ میں نے بتایا تو کہنے لگے کہ آج تومنگل ہے، آج نہ جائیں۔ میں نے کہا کہ منگل ہے تو کیا حرج ہے۔ کہنے لگے کہ یہ تو بڑا منحوس دن ہے۔ آپ نہ جائیں۔ میں نے کہا میں نے تو اس کی نحوست کوئی نہیں دیکھی اور اگر اللہ تعالیٰ کی برکت ہو تو منگل کی نحوست کیا کرسکتی ہے اور میں تو ضرور آج ہی جاؤں گا۔ کہنے لگے کہ آپ چلے جائیں لیکن یاد رکھیں کہ اول تو ٹانگہ رستہ میں ہی ٹوٹے گا نہیں تو ڈپٹی کمشنر دورہ پر ہوگا اور اگر وہ دورہ پر نہ ہوا تو بھی اسے کوئی ایسا کام درپیش ہوگا کہ مل نہیں سکے گا اور اگر ملنے کا موقع بھی مل جائے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ درخواست رد نہ کر دے مگر میں نے کہا کہ چاہے کچھ ہومیں تو ضرور منگل کو ہی جاؤں گا۔ شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی بھی میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ ہم گئے تو ڈپٹی کمشنر وہیں تھا۔ ہم اس کے مکان پر گئے اور جاکر اطلاع کرائی کہ ڈیکلریشن داخل کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کچہری چلیں میں ابھی آتا ہوں۔ چنانچہ وہ فوراً کچہری آگیا اور چند منٹ میں اس نے ڈیکلریشن منظور کرلیا اور ہم جلدی ہی فارغ ہوگئے۔ یہاں سے کوئی سات آٹھ بجے چلے تھے اور کوئی تین چار بجے واپس آگئے۔ چونکہ ان دنوں یکوں میں سفر ہوتا تھا اور اس کے یکطرفہ سفر پر ہی کئی گھنٹے لگ جاتے تھے، جب اس دوست نے ہمیں واپس آتے دیکھا تو یقین کرلیا کہ یہ اس قدر جلد جو واپس آئے ہیں تو ضرور ناکام آئے ہوں گے اس لئے دیکھتے ہی کہا کہ اچھا آپ واپس آگئے۔ ڈپٹی کمشنر غالباً وہاں نہیں ہوگا۔ میں نے کہا کہ وہ وہیں تھا، مل بھی گیا اور کام بھی ہوگیا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ میں مان ہی نہیں سکتا کہ اس نے اتنی جلدی آپ کو فارغ کر دیا ہو۔ میں نے کہا منگل جو تھا۔“

(الفضل 22 جون 1938ء)

محمد افضل متین

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کا قرآنِ کریم سے عشق اور پُر حکمت باتیں

قرآن شریف میری غذا اور میری تسلّی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے

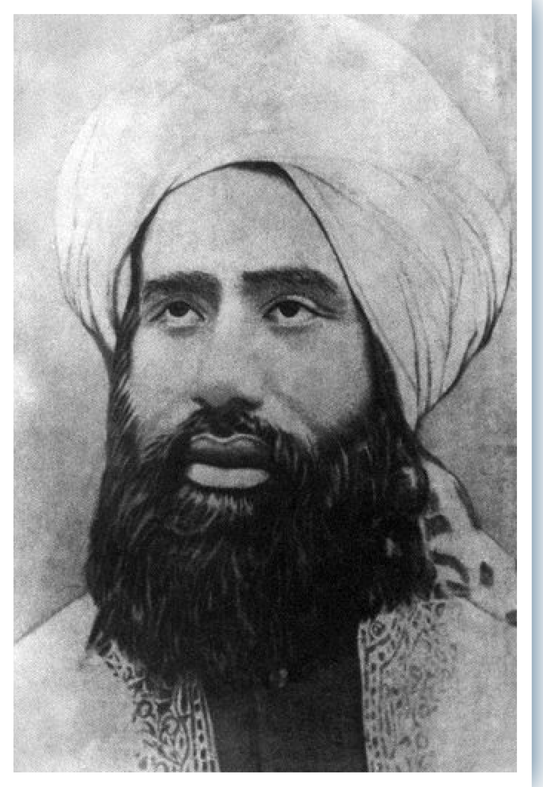

خوش الحانی سے تلاوت کرنا

آنحضرت ﷺ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ خوش الحانی سے تلاوت کیا کرو۔ آپؐ فرماتے ہیں۔

اپنی آوازوں کے ذریعہ قرآن کریم کو خوبصورت بناؤ۔ دلکش بناؤ۔

(سنن نسائی کتاب الصلوٰۃ باب تزئین القرآن)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ قرآن کریم سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ کا اوڑھنا بچھونا سب قرآن ہی تھا اور آپ نے حکمت کے موتیوں کی جوبرسات فرمائی وہ سب آپ نے قرآنِ کریم سے اخذ کئے۔علم طب کے اکثر نسخہ جات بھی آپ نے قرآنِ کریم پر گہرا غوروخوض کر کے بیان فرمائے اورایک خلقِ کثیر کوفائدہ پہنچایامندرجہ ذیل مضمون کا اکثر حصہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے مختلف جگہوں پرخود بیان فرمایاجس میں سے چند پیش خدمت ہیں۔

بیج بویاگیا

آپ فرماتے ہیں۔

”جناب الٰہی کے انعامات میں سے یہ بات تھی کہ ایک شخص کلکتہ کے تاجر کتب جومجاہدین کے پاس اس زمانہ میں روپیہ لے جایا کرتے تھے۔ہمارے مکان میں اترے۔ انہوں نے ترجمہ قرآن کی طرف یا کہنا چاہئے کہ اس گراں بہا جواہرات کی کان کی طرف مجھے متوجہ کیا جس کے باعث میں اس بڑھاپے میں نہایت شادمانہ زندگی بسر کرتا ہوں۔“

اس وقت حضرت نور الدین کی عمر سولہ سترہ سال سے زیادہ نہ تھی۔ (1857ء،1858ء)جب پہلی مرتبہ آپ کو قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف توجہ ہوئی۔ اور یہ ایک بیج تھا۔ جو قرآن کریم کے ایک بے نظیر عالم اور شفیق معلم کے دل پر بو یاگیا۔

(الحکم 7 اکتوبر 1937ء)

غور کرنے سے راحت بڑھتی ہے

فرماتے ہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف کے سوا کوئی ایسی کتاب نہیں ہے کہ اس کو جتنی بار پڑھو، جس قدر پڑھو اور جتنا اس پر غور کرواس قدر لطف اور راحت بڑھتی جاوے گی طبیعت اکتانے کی بجائے چاہے گی کہ اور وقت اس پر صرف کرو۔ عمل کرنے کے لئے کم از کم جوش پیدا ہوتا ہے اور دل میں ایمان،یقین اور عرفان کی لہریں اٹھتی ہیں۔

(حقائق الفرقان جلد1ص34)

قرآن کریم میری غذا ہے

پھر فرماتے ہیں

”قرآن شریف میری غذا اور میری تسلی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور میں جب تک ہر روز اس کو کئی رنگ میں پڑھا نہیں لیتا۔ مجھے آرام اور چین نہیں آتا بچپن ہی سے میری طبیعت خدانے قرآن شریف پر تدبر کرنے والی رکھی ہے۔ اور میں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتاہوں۔

(حقائق الفرقان جلد4ص83)

اجل مسمّٰی تک پہنچنے کا طریق

فرماتے ہیں۔

یُؤَخِّرُکُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا غضب انسان کو اس کی اجل مسمّٰی سے پہلے ہلاک کر دیتا ہے یعنی قبل از وقت موت آ جاتی ہے لیکن اعمال صالحہ سے بلائیں اور وبائیں ٹل جاتی ہیں۔

(الحکم 30 ستمبر 1903ء)

کسی کی بری حالت کو دیکھ کر دعا

کسی کی حالت بد کو دیکھ کر اس کو حقارت کی نظر سے مت دیکھو بلکہ دعا کرو کہ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ عَافَانِیۡ مِمَّا ابۡتَلَاکَ بِہٖ وَ فَضَّلَنِیۡ عَلٰی کَثِیۡرٍ مِّمَّنۡ خَلَقَ تَفۡضِیۡلًا ورنہ یا د رکھو کہ انسان نہیں مرتا جب تک اسی مصیبت میں خود مبتلا نہ ہولے۔

(الحکم 30 ستمبر 1903ء)

قوّال نہیں فعّال

30جنوری1904ء کو قادیان سے دو معزز مہمان رخصت ہونے والے تھے وہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔ان میں سے ایک صاحب نے کہا۔

”آپ کی باتیں بھی بہت ہی دلچسپ اور مزیدار ہیں“

اس پر حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب نے فرمایا:۔

”میں قوّال کی نسبت فعّال کو پسند کرتا ہوں“

یعنی بہت کہنے والے کے مقابلہ میں کرنے والے کوترجیح دیتا ہوں۔“

(الحکم 17 جنوری 1904ء)

تلاوت کا اصل مقصد

قرآن شریف کے ساتھ عشق ومحبت کے اتنے ہی معنے نہیں ہیں کہ ایک عمدہ قرآن شریف لے کر اس کی سونے کی جدول بنا کر اور عمد ہ جلدکرا کے ایک ریشمی غلاف میں بند کر کے ایک کھونٹی کے ساتھ لٹکادیااور کبھی اسے کھول کر بھی نہ دیکھاکہ اس میں کیا لکھا ہے یا اگر کھول کر دیکھا بھی تو اس کی غرض صرف اس قدر سمجھ لی کہ اس کی معمولی تلاوت کافی ہے۔ اگر کوئی شخص اس قدر سمجھتا ہے تو وہ سخت غلطی کھاتا ہے اور وہ قرآن شریف کی عزت اور عظمت کا حق ادا نہیں کرتا اور نہ اس کی تلاوت کے اصل مقصد کو پاتا ہے یا درکھو تلاوت کا اصل مقصد قرآن شریف پر عمل کرنا ہے اگر کوئی عمل نہیں کرتا اور عملدرآمد کے واسطے اسے نہیں پڑھتا تو اسے کچھ بھی فائدہ اس تعظیم سے نہیں ہو گا۔

(الحکم 10 اپریل1904ء)

نیکی میں دیر نہ کرو

فرماتے ہیں۔

”تم قرآن شریف سننے کو غنیمت سمجھو۔ دنیا کے جھمیلے تو کبھی کم ہونے میں نہیں آسکتے۔ ایک کتاب میں میں نے ایک مثال پڑھی ہے کہ ایک شخص ندی سے گزرنا چاہتا تھا۔ اس نے تأمل کیاکہ یہ موج گزر جائے تو میں گزروں مگر اتنے میں ایک اور آگئی اور وہ اسی طرح خیال کرتے کرتے رہ گیا۔“

(حقائق الفرقان جلد اول ص284)

صبر لڑائیوں کاخاتمہ کرتاہے

”متقی کی یہ صفت ہے کہ اس میں برداشت و تحمل ہوتاہے اور یہ صبر کوئی ایسی چیز نہیں جو انسانی قدرت سے باہر ہو۔اسی لئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا (البقرہ:287) فرما چکا ہے۔

ایک رئیس تھا اس کے حضور میں ایک شخص نے عرضی دی کہ حضور کی قوم کے ایک آدمی نے مجھے گالی دی ہے۔ اسے بلایا گیا۔ رئیس نے اس آدمی کو سخت گالیاں دیں جو اس کی شان سے بعید تھیں۔ اخیر اس حاکم نے اس سے پوچھا۔ تم نے اس آفیسر کی کیوں بے عزتی کی؟ تو وہ کہنے لگا کہ اس نے مجھے گالی دی تھی۔ پھر مجھ میں تاب حوصلہ نہ رہی۔ رئیس نے کہا کہ صبر کی طاقت تو تجھ میں ہے۔ دیکھو میں نے بھی تجھے گالیاں دیں اور تم چپکے سے ہنسا کئے۔ اگر لوگ صبر کریں توبہت سی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جاوے۔“

(حقائق الفرقان جلد اول ص 454)

اللہ کی تسبیح اور تنزیہہ

فرمایا۔

مومن کا کام ہے کہ وہ اپنے رب کے اسماء کی تنزیہہ کرتا رہے اور وہ تین طرح سے ہوتی ہے۔

اول۔ اللہ تعالیٰ پر بعض لوگ بدظنی کرتے ہیں اور اپنے اوپر نیک ظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے کوشش تو بہت کی مگر ہماری محنت کا ثمرہ نہ ملا۔ یہ بدظنی چھوڑ دو۔

دوم۔ اپنے چال چلن سے خدا تعالیٰ کی صفات کی عزت اور حرمت کرو۔

سوم۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ پر کوئی اعتراض کرے تو اس کو جواب دو۔

(الحکم 30 ستمبر 1903)

ذکر الٰہی کی برکت

فرماتے ہیں۔

ذکر الٰہی سے قویٰ مضبوط ہو جاتے ہیں حتّٰی کہ بوڑھے جوان ہو جاتے ہیں اور اس امر کا ثبوت قرآن شریف ہی سے ملتا ہے حضرت زکریاؑ نے اپنی کمزوری کا ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج یہی بتایا ہے کہ تم ذکر الٰہی کرو اور تین روز تک کسی سے کلام نہ کرو چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور خدا نے جیتی جاگتی اولاد عطا فرمائی۔

حدیث شریف میں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے ایک خادمہ مانگی آپؐ نے فرمایا ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر پڑھ لیا کرو اور سوتی دفعہ بھی۔ چنانچہ ایساہی کیا گیا اور وہ ضرورت محسوس نہ ہوئی۔

(الحکم 30 ستمبر 1903ء)

خود نیک بنو تاکہ نیک اولادہو

انسان کے نطفہ میں عادات ، اخلاق، کمالات کااثرہوتاہے۔والدین کے ایک ایک برس کے خیالات کا اثر ان کی اولاد پر ہوتا ہے۔ جتنی بداخلاقیاں بچوں میں ہوتی ہیں وہ والدین کے اخلاق کا عکس اور اثر ہوتاہے۔ کبھی ہم نشینوں اور ملنے والوں کے خیالات کا اثر بھی والدین کے واسطے سے پڑتا ہے پس خود نیک بنواخلاق فاضلہ حاصل کرو تاتمہاری اولاد نیک ہو اَلۡوَلَدُ سِرٌّ لِاَبِیۡہِ میں یہی تمہید ہے۔ اولاد والدین کے اخلاق،اعمال،عقائد کا آئین ہوتی ہے۔

(الحکم 17اکتوبر1903ء)

جسے شرح صدر حاصل ہوجائے

- شرح صدر والے کو اللہ پر ایمان ہوتا ہے۔
- وہ اللہ تعالی کی طرف جھکتا ہے۔
- ذکر کرتا ہے۔
- بہادر ہوتا ہے۔
- آنکھ فضول کی طرف اور کان لغو کی طرف نہیں جاتے۔
- اس کی دوستی اور دشمنی اللہ کے واسطے ہوتی ہے۔
- اسے اپنے واسطے کوئی فکرنہیں ہوتی۔
- وہ مخلوق پر احسان کرتا ہے۔
- دانا ہوتا ہے۔
- کثرت غذا اور کثرت نیند سے مبرّاہونا۔

(الحکم 10 مئی 1903ء)

بڑا بدبخت کون ہے؟

تین قسم کے لوگ بڑے ہی بد قسمت اور بد بخت ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے پناہ اور دعا مانگنی چاہئے کہ ان میں داخل ہونے سے بچائے۔
اول۔ وہ شخص بڑا ہی بد بخت ہے جس کو علم ہو اور عمل نہ ہو یہ قرآن شریف کی اصلاح میں ضال کہلاتا ہے۔
دوم۔ وہ شخص بڑا ہی بدقسمت ہے جو اپنے گناہوں اور بدکاریوں کو اچھا سمجھتا ہے (اس کے اعمال اس کو اچھے کر کے دکھائے گئے)
سوم۔ جو گری ہوئی خواہشوں کا متبع ہو۔
(الحکم 17 جولائی 1903ء)

غفلت سے کیسے بچیں؟

اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والے امور کا نام قرآن شریف میں لَھْو ہے پس مومن کا کام یہ ہے کہ جس کام سے، جن مکانات میں، جس لباس سے، جس خوراک سے، جس مجلس میں بیٹھنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ سے غفلت پیدا ہو اس سے ہجرت کرے اور یہی اس کا علاج ہے۔
(الحکم 10 اگست 1903ء)

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت کوحضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی الفضل کے لئے رہنمائی

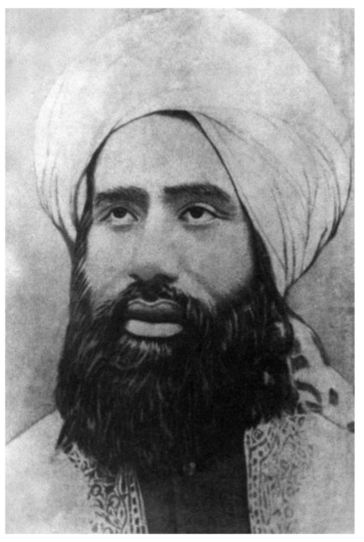

الفضل کے پہلے پرچہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا تازہ خطبہ جمعہ 13 جون 1913ء درج کیا گیا اور حضور کی راہنمائی اور دعائیں ہمیشہ اخبار کو میسر رہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ الفضل بڑی دلچسپی سے ملاحظہ فرماتے تھے اور ضروری ہدایات دیتے تھے۔ چنانچہ الفضل میں قادیان کی خبروں کے تحت لکھا ہے۔

”حضور اخبار الفضل کو بڑے شوق سے مطالعہ فرماتے ہیں۔“
(الفضل 8 ؍اکتوبر 1913ء ص1)

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے الفضل کے پہلے شمارہ میں ایک خاص مضمون ”اسلامی اخبارات کے لئے دستورالعمل“ بھی تحریر فرمایا۔ حضور کی جو راہنمائی الفضل کو میسر تھی اس کے متعلق ادارہ الفضل لکھتا ہے:۔

”ان (قادیان سے نکلنے والے اخبارات) سے اگر کوئی غلطی سرزد ہوتی ہے تو خلیفۃ المسیح فوراً اس پر نوٹس لیتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک اخبار آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جاتا ہے۔ الفضل کا اجرا اس غرض سے بھی ہوا تھا کہ جب کوئی امر من الخوف والامن پیش آئے تو خلیفۃ المسیح کی زبان بن کر گائیڈ کرنے کے لئے ایک اخبار ضروری چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے جب کوئی مضمون لکھا جس میں جماعت کو کسی خاص روش پر چلنے کی تاکید ہو تو خلیفۃ المسیح کو دکھا کر اور ان سے تصدیق لکھوا کر شائع کیا۔“
(الفضل 3 ستمبر 1913ء ص9)

اس ضمن میں ایک احمدی کا خواب بھی بہت ایمان افروز ہے۔

مولوی میر اسحٰق علی صاحب احمدی سررشتہ دار عدالت گدوال (حیدر آباد دکن) تحریر فرماتے ہیں کہ میں حضرت خلیفہ اول کی صحت و عافیت اور احمدی بیماروں کی شفایابی کے لئے دعا کر کے سویا تھا خواب میں حضرت خلیفہ اولؓ نے الفضل خریدنے کی تاکیدی ہدایت فرمائی اور روپے خود اپنی جیب سے نکال کر دیئے۔
(الفضل 23 دسمبر 1915ء ص2)

الفضل کا پہلا شمارہ

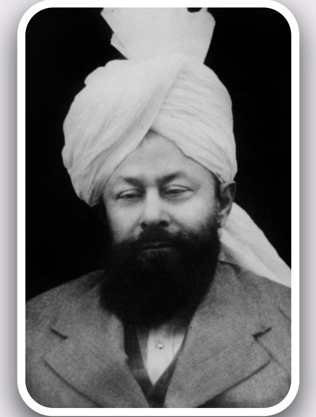

بانی الفضل

ہفت روزہ الفضل کا پہلا شمارہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی ادارت میں 18 جون 1913ء بروز بدھ شائع ہوا۔ یہ A3 سائز کے 16 صفحات پر مشتمل تھا۔ حضور خود ہی اس کے پروپرائٹر، پرنٹر اور پبلشر تھے۔ ہجری لحاظ سے یہ 12 رجب 1331ھ کا دن تھا۔

الفضل کی نئی سج دھج

ایک سو چھ سالا جذبہ الفضل
اک نئے میداں میں اُترا الفضل

اب کے انٹرنیٹ کا ہے رستہ چُنا
اک نئی سج دھج سے آیا الفضل

گوناں گوں مضمون اور خبریں لئے
آ گیا پھر سے ہمارا الفضل

آن لائن اب امام وقت نے
کر دیا لندن سے اِجراء الفضل

قادیاں، لاہور اور ربوہ کے بعد
پہنچا لندن چلتا چلتا الفضل

ہر ولادت اور شادی، خبرِ غم
دے گا تازہ اطلاعاتِ الفضل

سینکڑوں اہلِ قلم نے شوق سے
خوں پسینے سے سنوارا الفضل

کیوں نہ ہو محفوظ اس کا ہر صفحہ
قیمتی ہے ہر شمارہ الفضل

اِس نے قدّسی کو بھی شاعر کر دیا
یوں ہوا اُستاد اپنا الفضل

عبدالکریم قدسی۔امریکہ

ایک تقابلی جائزہ

قُل اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیمٌ
الفضل
ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب
جلد ۱ ۱۸ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۱۹ رجب ۱۳۳۱ھ بروز بدھ نمبر ۱
مدینۃ المسیح

الفضل کا پہلا شمارہ 1913ء

روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر ابوسعید
روزنامہ الفضل کا جدید آن لائن دور بہت مبارک ہو

106 سال پورے ہونے پر
روزنامہ الفضل لندن کا پہلا Online ایڈیشن

جماعت احمدیہ مالٹا کا تیسرا جلسہ سالانہ

لئیق احمد عاطف ۔ مالٹا

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام۔ سابق صدر مملکت مالٹا کی شرکت

خدا تعالیٰ کے خاص فضل و احسان اور حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی برکت سے جماعت احمدیہ مالٹا کو مورخہ 13اکتوبر 2019ء بروز اتوار تیسرے جلسہ سالانہ کے کامیاب انعقاد کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک

جلسہ سالانہ کا انعقاد ایک چرچ کی عمارت Centru Familja Mqaddsa کے ہال میں کیا گیا تھا۔ ہال کو قرآنی تعلیمات پر مشتمل بینرز کے ذریعے سجایاگیا تھا۔ ہال کا ایک حصہ مستورات کے لئے مختص کیا گیا تھا۔ جلسہ سالانہ کو 2 اجلاسات میں تقسیم کیاگیا۔ پہلے اجلاس میں افرادِ جماعت نے شرکت کی جب کہ دوسرے اجلاس میں افرادِ جماعت کے ساتھ ساتھ غیر مسلم مہمانوں کو بھی مدعو کیاگیاتھا۔جلسہ کے انتظامات کے لئے جلسہ گاہ کی تیاری، ٹرانسپورٹ، ضیافت اور وائنڈ اپ کی ٹیمیں تشکیل دی گئی تھیں۔

پہلا اجلاس

جلسہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی کا آغاز مکرم مولانا عبدالباسط طارق مبلغ سلسلہ جرمنی کی صدارت میں تلاوتِ قرآن کریم مع اردووانگریزی ترجمہ سے ہوا۔

تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم نورالدین نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پیش کیا۔جلسہ سالانہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہِ شفقت اپنا خصوصی پیغام عطا فرمایا جو خاکسار نے پڑھ کر سنایا۔(اس پیغام کا متن اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

پروگرام کے مطابق مقررین کی تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔پہلے مقرر مکرم عبد اللہ والی سیکرٹری تبلیغ جماعت مالٹا نے Does God Exist کے موضوع پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔ دوسرے مقررمکرم عطاء الواسع مبلغ انچارج و نائب صدر جماعت احمدیہ اٹلی نے سیرت صحابہ رسول ﷺ کے چند نمایاں پہلو کے موضوع پر اردو زبان میں خطاب کیا۔ مکرم ہارون خان نے خلافت ایک روحانی نظام کے عنوان پر انگریزی زبان میں تقریر کی۔

خاکسار نے آنحضرت ﷺ کا ذوقِ عبادت کے عنوان پر اردو زبان میں تقریر کی اور مکرم یوسف محمد بالا جنرل سیکرٹری و سیکرٹری تربیت جماعت احمدیہ مالٹا نے What It Means To Be An Ahmadi Muslim کے موضوع پر تقریر کی۔

اس اجلاس کی اختتامی تقریر مکرم مولانا عبدالباسط طارق مبلغ سلسلہ جرمنی کی تھی۔ آپ نے احبابِ جماعت سے موجودہ دور کی بُرائیاں اور پاکیزہ زندگی کے حصول کے موضوع پر خطاب کیا اور زریں نصائح کیں۔ دعا کے ساتھ پہلے اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی اور اس کے بعد نمازِ ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

دوسرا اجلاس

ہم آہنگی کے فروغ اور اسلام احمدیت کے پیغام کی اشاعت اور غیر مسلموں کو اسلام کی خوبصورت تعلیم سے متعارف کرانے کے لئے جلسہ سالانہ کے دوسرے اجلاس میں ایک تبلیغی پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ اس سال جلسہ سالانہ کی theme خدمت انسانیت رکھی گئی اور دوسرے اجلاس میں اسی موضوع پر خطابات رکھے گئے۔ مکرم محمد یوسف بالا نے تلاوتِ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔

مالٹا کی سابق صدر مملکت مسز میری لوئیس کولیرو پریکا H.E. MARIE-LOUISE COLEIRO PRECA خصوصی طور پر اس پروگرام میں شامل ہوئیں اور پہلا خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کے ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ کو بہت سراہا اور بیان کیا کہ بین المذاہب ہم آہنگی ، امن و سلامتی اور عالمی بھائی چارہ کے قیام کے لئے یہ ایک راہنما اصول ہے۔ آپ نے کہا کہ جماعت احمدیہ امن و بھائی چارہ کا پرچار کر رہی ہے اور صرف الفاظ کی حد تک نہیں بلکہ عملی طور پر انسانیت کے لئے بے لوث خدمت میں مصروف عمل ہے۔ آپ نے مالٹا میں جماعت کی خدمات کا تذکرہ بھی کیا اور حاضرین کو جلسہ سالانہ کی مبارک باد بھی پیش کی۔

مکرم عطاء الواسع مبلغ انچارج و نائب صدر جماعت احمدیہ اٹلی نے جماعت احمدیہ کا تعارف اور جلسہ سالانہ کے اغراض ومقاصد کے موضوع پر خطاب کیا۔ بعد ازاں جناب Ivan Bartolo ممبر آف پارلیمنٹ، اس شہر کی میئر مسز Margaret Baldacchino Cefai، جناب Anthony Gatt ڈائریکٹر آف Caritas Malta، رومانین آرتھوڈوکس چرچ کے پادری جناب Ioan Iftimia اور کیتھولک چرچ کے کمیشن برائے بین المذاہب ڈائیلاگ کے سیکرٹری پادری جناب Rev. John Anthony Berry نے خطاب کیا۔

اس اجلاس کے آخرمیں خاکسار نے Serving Humanity a hallmark of Islam کے موضوع پر تقریر کی اور قرآنی آیات، سیرت النبی ﷺ، اقتباسات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام و خلفائے احمدیت کی روشنی میں اسلام کی خوبصورت تعلیم پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔

اختتامی دعا کے بعد تمام حاضرین کی خدمت میں طعام پیش کیا گیا۔

100 سے زائد افراد نے اس جلسہ میں شرکت کی جن میں مختلف طبقہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے 60 غیر مسلم عیسائی مہمان بھی شامل ہوئے۔ اسی طرح جرمنی اور اٹلی کے احمدی احباب نے جلسہ سالانہ مالٹا میں شرکت کی۔

مملکت مالٹا کی سابق صدر جلسہ کے سٹیج پر خطاب کررہی ہیں

شاملین جلسہ کے تاثرات

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلسہ کے با برکت اور کامیاب انعقاد اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے متعارف ہونے پر سبھی بہت خوش تھے اور جماعت احمدیہ کی خدمات کوخراج تحسین پیش کرتے رہے۔ چند مہمانوں کے تاثرات ذیل میں درج ہیں:

- مالٹا کی سابق صدر مملکت مسز میری لوئیس کولیرو پریکا

Her Excellency Marie-Louise Coleiro Preca کہنے لگیں کہ میں اس پروگرام کے نہایت عمدہ اور منظم انتظام اور خدمت انسانیت سے متعلق اسلامی تعلیمات سے متعارف ہو کر بہت متاثر ہوئی ہوں۔ میرے لئے اس جلسہ میں شرکت بہت اعزاز کی بات ہے۔ یہ جلسہ محبت و احترام اور امن کی اقدار کو فروغ دینے اور بین المذاہب ہم آہنگی کے قیام کا ذریعہ ہے۔ Trully well done۔ کہنے لگیں کہ میڈیا ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت کام کرتا ہے تاہم اس رنگ میں اسلام کی تعلیمات کا بیان اور پرچار یقیناً دنیا کو سمجھنے اور انہیں حقیقت جاننے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

جلسہ کے چند دن بعد موصوفہ کی صدر مملکت کی طرف سے منعقدہ ایک پروگرام میں ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے لوگوں کے سامنے پھر جماعت کا شکریہ ادا کیا اور کہنے لگیں:

I must commend your effort. You are the champions. You are truely champions. You are champions of religions freedom. You are champion of diversity and serving humanity. Thank you.

- جلسہ سالانہ کے موقع پر ہمارا جہاد کے عنوان پر حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مبارک کلمات پر مشتمل بینرز بھی آویزاں کئے گئے تھے جن پر یہ الفاظ درج تھے کہ Our Jihad Is Of Love, Mercy And Compassion اس رول اپ بینرز کو پڑھ کر ایک مہمان خاتون کہنے لگیں کہ اسلامی جہاد کو ان 3 الفاظ میں جس طرح جماعت احمدیہ کے خلیفہ نے بیان کیا ہے وہ یقیناً سمندر کو کوزے میں بند کرنے کے مترادف ہے اور ان الفاظ نے میرے روح پر بہت گہرا اثر چھوڑا ہے۔
- اسلام کی نمائندگی میں کی جانے والی تقریر اور جلسہ میں شمولیت کے بارے میں ایک مہمان نے اپنے تاثرات ان الفاظ میں بیان کئے کہ It Was Truly An Eye-Opener Speech And Experience.
- ایک معزز مہمان نے بیان کیا کہ جماعت احمدیہ صرف الفاظ تک ہی محدود نہیں رہتی بلکہ خدمت انسانیت میں عملی طور پر پیش پیش ہے اور انہوں نے جماعت کی بعض خدمات کا خصوصی طور پر تذکرہ بھی کیا۔
- ایک مہمان جلسہ سالانہ کے لئے تیار کئے گئے بینرز پر قرآنی آیت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک فارسی شعر کا ترجمہ پڑھ کر بہت متاثر ہوئے اور کہنے لگے کہ محبت اور خدمت انسانیت کے بیان کے لئے یہ الفاظ لازوال ہیں اور ان کی تاثیر بہت زیادہ ہے۔

جلسہ سالانہ مالٹا 2019ء کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی پیغام

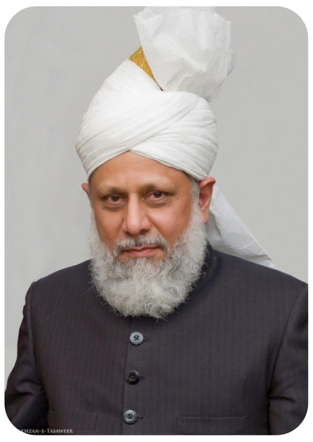

پیارے احبابِ جماعت احمدیہ مالٹا

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے بہت خوشی ہے کہ آپ مورخہ 13 اکتوبر 2019ء کو اپنا تیسرا جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور شاملینِ جلسہ کو اس کی روحانی برکات سے پوری طرح مستفیض ہونے کی توفیق دے۔ اور آپ سب کو نیکی اور تقویٰ و طہارت میں بڑھائے۔

ہمیشہ یہ امر ذہن میں رکھیں کہ ہمارا جلسہ کوئی عام اجتماع یا جلسہ نہیں۔ درحقیقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہم پر ہونے والے عظیم الشان افضال اور احسانات میں سے ایک جلسہ سالانہ کا قیام ہے۔ یہ جلسہ ہمیں اللہ رب العزت کی قربت حاصل کرنے اور تقویٰ و راست بازی میں بڑھنے کا ایک بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

مزید برآں، یہ جلسہ ہمیں اپنی روحانی اور اخلاقی حالتوں کو بہتر بنانے اور انہیں تقویت دینے اور دین اسلام کے بارے میں اپنے علم میں اضافہ کرنے کے قابل بناتا ہے۔ اس طرح ہم اپنے دلوں کا تزکیہ کرسکتے ہیں تاکہ ہم حقوق اللہ اور ایک دوسرے کے حقوق کی احسن رنگ میں ادائیگی کر سکیں۔ اور بالآخراس مقصد کو حاصل کر سکیں جس کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے جلسہ کی بنیاد ڈالی۔

ہر فرد جو جلسہ کے لیے سفر اختیار کرتا ہے، خواہ مرد ہو یا عورت، اس بات کو ذہن نشین رکھے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے پوری کوشش کر رہا ہے۔ اگر یہ بات نہیں، تو جلسہ میں آنا بے معنی اور بے مقصد ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے ایسے لوگوں سے ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے جو اِس نیت سے جلسہ میں شامل نہیں ہوتے اور پھر اس کے مطابق اپنے اعمال کی بھی اصلاح نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کے لیے اپنے مبائعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علّت غائی جس کے لیے میں حیلہ نکالتا ہوں اصلاح خلق اللہ ہے"

(شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6، صفحہ 395)

اپنے اندر تقویٰ کی اعلیٰ خوبیاں پیدا کرنے کے حوالے سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام مزید فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی۔ اسے دوبارہ قائم کرے"

(ملفوظات، جلد 7 صفحہ نمبر 277-278)

پس میں آپ کو تاکید کرتا ہوں کہ جلسہ کی کارروائی کے دوران، وقفوں میں اور راتوں کو کثرت سے اللہ کو یاد کریں اور نمازیں پڑھیں۔ اور یہ عہد کریں: "اے اللہ! ہم اس جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں، جس کا قیام نیک ارادوں کے تحت، تیری خاص نصرت اور علم سے ہوا ہے۔ ہم اس جلسہ میں اس غرض سے شامل ہو رہے ہیں تاکہ تیری رضا پا سکیں، تیرے ذکر میں بڑھنے والے ہوں اور تیری محبت حاصل کر سکیں۔ہمیں وہ تمام برکات عطا فرما جنہیں تو نے اس جلسہ سے وابستہ کر رکھا ہے۔ اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا کر دے جس کا تو نے ارادہ کیا اور جس کے لیے تو نے ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم کو اس دنیا میں بھیجا تاکہ ہم حقیقی رنگ میں اس کی بیعت کر سکیں۔"

اللہ تعالیٰ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز آپ کے جلسہ کو نہایت کامیاب کرے اور آپ سب کو بیعت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کرے کہ آپ ہمیشہ خلافت احمدیہ کے سچے وفادار رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو نیکی ، تقویٰ ، خدمت اسلام اور خدمت انسانیت میں بڑھا کر آپ کی زندگیوں میں حقیقی تبدیلی پیدا کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل فرمائے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

بہت صدقہ و خیرات، مالی قربانیاں کرنے والی اور مخلوق کی ہمدرد بزرگ شخصیت

حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا (اماں جانؓ)

آپ نے الفضل کے لئے ابتدائی قربانی کر کے اس کے اجراء کو ممکن بنایا

راجہ برہان احمد طالع۔لندن

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے روزنامہ الفضل ربوہ کے ”صدسالہ جوبلی سوونیئر 2013-1913ء“ کے لئے اپنے پیغام میں تحریر فرمایا۔ ”حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عہد مبارک میں 1913ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ نے استخارہ کرکے ”الفضل“ کا اجراء فرمایا۔ پہلے ہندوستان سے اور پھر تقسیم ہند کے بعد سے باقاعدگی سے شائع ہونے والا جماعت کا یہ ایک قدیم اور اہم اخبار ہے۔اس کا آغاز بڑی قربانیوں سے ہوا اس کے اجراءکے وقت حضرت اماں جانؓ نے اپنی ایک زمین عنایت فرمائی۔“

اس لحاظ سے جہاں جماعت احمدیہ کی ابتدائی تاریخ کے کئی اہم مواقع پر حضرت اماں جانؓ کی قربانیاں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی وہاں ”اخبارالفضل“ کا جب بھی ذکر ہو گا اور خاص طور پر یہ کہ کس طرح، کن حالات میں اور کن بابرکت وجودوں کی کاوشوں، محنتوں اور قربانیوں سے باقاعدگی سے شائع ہونے والاجماعت کا یہ ایک قدیم اور اہم اخبار جاری ہوا تو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنھا کی قربانی کو بھی ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

تاریخ احمدیت میں اُمّ المؤمنین حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ بیگم جو جماعت احمدیہ میں حضرت اماں جانؓ کے نام سے جانی جاتی ہیں۔ بے شمار پیشگوئیوں، اہم تاریخی واقعات اور قربانیوں کی وجہ سے آپ کا بابرکت وجود ایک روشن ،نشانِ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور احمدیت کی سچائی پر بیّن دلیل ہے۔ آپؓ کی ذات میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات ”وہ مبارک نسل کی ماں ہوگی“ اور آنے والے مسیح کے متعلق پیشگوئی ”یَتَزَوَّجُ وَیُوْلَدُلَہٗ“ وہ شادی بھی کرے گا اور اس کے اولاد بھی ہوگی اور اس کی اولاد بھی خاص ہوگی۔ پورے ہوئے اور آپ کی ساری زندگی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شانہ بشانہ آپ کے ہر کام اور ہر قربانی میں ساتھ دیتے ہوئے اور آپؑ کی وفات کے بعد خلافت احمدیہ سے کامل اخلاص ووفاکے تعلق میں آخری دم تک مسیح آخر الزمانؑ کے کام کو آگے سے آگے بڑھانے میں گزری۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریرفرمایا۔

”خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں سے ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس میں سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اُس نے پسند کیا کہ اِس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اِس سے وہ اولاد پیدا کرے جو اُن نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلاوے۔ اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس طرح سادات کی دادی کا نام شہربانو تھا اسی طرح میری یہ بیوی جو آئندہ خاندان کی ماں ہوگی اِس کا نام نُصرت جہاں بیگم ہے۔ یہ تفاول کے طور پر اس بات کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔“

(تریاق القلوب۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 275)

اس موقع پر جبکہ روزنامہ الفضل کے آن لائن ایڈیشن اجراء ہورہا ہے تو حضرت اُمُّ المؤمنین کی مالی قربانیوں ،بہت صدقہ و خیرات کرنے والی اور بطور ایک مخلوق کی ہمدرد شخصیت کا ذکر ہمارے اندر بھی اس جذبہ کو اُجاگر کرنے کا باعث بنے گا نیز آپ کی نصائح جن کا اعادہ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے ہماری زندگیوں کو سنوارنے کے لئے آج بھی ممد و معاون ہوسکتی ہیں۔

حضرت اماں جانؓ کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئےجو قربانیاں ہیں ان کی نظیر بہت کم ملے گی۔ کوئی وقت اور موقع ایسا نہیں آیا کہ اسلام کے لئے کسی مالی ضرورت کا سامنا ہو اور آپؓ نے اپنی ذات سے اس میں حصہ نہ لیا ہو۔

منارۃ المسیح کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 28مئی 1900ء کو ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جس میں منارۃ المسیح کی برکات اور ثمرات کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور آپ نے یہ بھی اشارہ فرمایا تھا کہ میرا زمانہ زمان البرکات ہے اس لئے کہ تمام قوموں پر اسلام کی برکات ثابت کی جائیں گی اور دکھلایا جائے گا کہ ایک اسلام ہی بابرکت مذہب ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نےمنارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک اعلان فرمایا، جماعت کی ابتدائی حالت تھی اور تعمیرکیلئے دس ہزار روپیہ کا اندازہ کیا گیا تھا۔ آپ نے اس رقم کے پورا کرنے کیلئے پھر ایک اشتہار ”اپنی جماعت کے خاص گروہ کیلئے“ شائع فرمایا اور ایک سَو ایک خدام کومخاطب فرمایاکہ وہ ایک ایک سَو روپیہ اس مقصد کے لئے ادا کریں۔ سلسلہ کی تاریخ میں یہ پہلی خاص تحریک تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ان خدام کو توفیق دی کہ اپنے امام کی آواز پر لبیک کہیں۔ چنانچہ آپ نے اسی اشتہار میں جو خاص گروہ کے نام شائع کیا۔ تحریر فرمایا:

”مَیں آج خاص طور پر اپنے ان مخلصوں کو اس کام کے لئے توجہ دلاتا ہوں جن کی نسبت مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سچے دل سے کوشش کریں تو ممکن ہے یہ کام ہو جائے اگر انسان کو ایمانی دولت سے حصہ ہو تو گو کیسے ہی مالی مشکلات کے شکنجہ میں آ جائے تاہم وہ کارِخیر کی توفیق پا لیتا ہے۔“

اس خاص گروہ میں ایک سَو ایک آدمیوں کے نام تھے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت اقدسؑ کے ارشاد کی تعمیل کی توفیق پائی اور عجیب بات ہے کہ جن مخلصین کو اس سعادت سے حصہ ملا انہوں نے اس دنیا میں بھی ثمرات و برکات کا لطف اُٹھایا۔ حضرت اقدسؑ نے دس ہزار روپے کا تخمینہ اس وقت فرمایا تھا۔ حضرت اماں جانؓ نے 10/1اس چندہ کا دے دیا اور یہ رقم اپنی ایک جائیداد واقع دہلی کو فروخت کر کے دی۔

یہ واقعہ حضرت اُمُّ المؤمنین کی بلند ہمتی اور خدا تعالیٰ کی آیات کے لئے قربانی کا بے نظیر نمونہ ہے اور سلسلہ عالیہ کی مستورات کے لئے خدمت دین کے لئے اسوہ حسنہ ہے اور نیز یہ ثبوت ہے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا۔ آپ کی ہر تحریک اور کاموں کو حضرت اُمُّ المؤمنین کس طرح پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتی ہیں اور اس کے لئے اپنے اموال کو خرچ کرنے میں ذرا دریغ نہیں فرماتی ہیں۔

حضرت اماں جانؓ کی زندگی کا ہر لمحہ خواتین اور احباب جماعت احمدیہ کی ترقی اور بہبود میں صرف ہوتا۔ مدرسۃ البنات کے لئے آپ نے گھر کا ایک حصہ پیش کردیا۔ یتیم بچوں اور بچیوں کو اپنے ہاتھوں سے نہلاتی نظر آتیں۔ آپ سراپا شفقت و محبت تھیں، حتی الامکان ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا فرماتیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ہزاروں مہمانوں کی مہمان نوازی کرتیں، لوگوں کے مسائل حل کرتیں۔ آپ کی قربانیوں کو دیکھتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے ۔ مسجد بنانے کی تحریک ہو یا کہیں مبلغ سلسلہ کی ضروریات کو پورا کرنے کا مسئلہ درپیش ہو، لٹریچر کے لئے رقم کی ضرورت ہو یا تحریک جدید نے پکارا ہو۔ آپ ہر تحریک میں بڑی فراخدلی سے حصہ لیتی تھیں اور سب سے پہلے اپنا چندہ ادا فرماتی تھیں یہاں تک کہ بعض مواقع پر اپنی جائیداد اور زیورات فروخت کرکے خوشی سے امامِ وقت اور خلیفہ وقت کے قدموں میں پیش کردیتیں۔

حضرت مفتی محمد صادقؓ،حضرت اماں جانؓ کی مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

”دسمبر 1890ء تھا یا جنوری 1891ء جب میں پہلی دفعہ قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت سے مشرف ہوا۔ اس وقت میری عمر اُنیس سال کے قریب تھی۔ ان دِنوں ہم صرف دو مہمان تھے ایک یہ عاجز اور دوسرے سیّد فضل شاہ صاحب مرحوم اور ہمارا کھانا حضرت اُمُّ المؤمنین کے انتظام کے ماتحت اندر سے پَک کر آتا تھا۔ اس کے بعد عاجزاَن گنت دفعہ مکرمہ کی مہمان نوازیوں اور مہربانیوں سے فیض یاب ہوتا رہا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مولوی حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بیوی صاحبہ بہت ہی مخیر ہیں۔ان کے ذریعہ سے بہت سے غریبوں کی پرورش ہوتی ہے۔ کئی یتیموں اور بے کسوں کو انہوں نے پالا۔ تربیت کی تعلیم دلائی اور ان کی شادیوں کے بھی خرچ برادشت کئے۔“(صفحہ 360)محترمہ استانی سکینۃ النساء اہلیہ حضرت قاضی اکمل حضرت اماں جان کی مہمان نوازی اور غربا پروری کے بارے میں کہتی ہیں۔

حضرت اماں جان کی یہ ایک خاص صفت ہے کہ مہمان نوازی اورغربا پروری میں نہایت ہی مقام رکھتی ہیں۔ اگر گھر میں ہوں کھانے کے وقت کوئی بھی عورت آ جائے ان کو کچھ نہ کچھ کھلا کر تسلی پاتی ہیں۔ غربا پروری کا یہ وصف ہے کہ غریب عورتوں کے گھروں پر

جا کر ان کا دکھ درد سننا، ہمدردی کرنا کسی کے درد و غم میں شریک ہونا بیماروں کی مزاج پُرسی اور ان کو دوا اور دعا سے مدد پہنچانا آپ کی عادت ہے۔ (صفحہ 397)

حضرت اماں جان سلسلہ کی ضروریات کے لئے اپنے اموال میں سے ہمیشہ خرچ کرتی ہی رہیں۔ مگر آپ کی زندگی میں ایک واقعہ عجیب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1898ء کی پہلی ششماہی کے آخر میں بعض اہم دینی ضروریات کے لئے روپیہ کی ضرورت تھی۔ آپ نے قرضہ لینے کی تجویز کا ذکر گھر میں فرمایا۔ حضرت اُمّ المومنین نے عرض کیا کہ باہر کسی سے قرضہ لینے کی کیا ضرورت ہے۔ میرے پاس ایک ہزار روپیہ نقد ہے اور کچھ زیورات ہیں آپ اس کو لے لیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں بطور قرض لے لیتا ہوں اور اس کے عوض باغ رہن کر دیتا ہوں گو حضرت اُمّ المومنین اس رقم کو پیش کر رہی تھیں مگر آپ نے جماعت کو تعلیم دینے کے لئے کہ بیویوں کا مال ان کا اپنا مال ہوتا ہے۔ قرض ہی لیا اور قرآن کریم کی ہدایت کے ماتحت اسے معرضِ تحریر میں لے آنا اور فرِھانٌ مَقْبُوْضَہ پر عمل کرنے کیلئے دستاویز کو رجسٹری کروا لینا ضروری سمجھا۔

بالطبع عورتوں کو زیور پسند ہوتا ہے مگر حضرت اُمّ المومنین نے دینی ضروریات کے لئے اس کو پیش کر دینا ہی ضروری سمجھا اور یہ پہلا موقع نہ تھا۔ حضرت اُمّ المومنین نے ہمیشہ سلسلہ کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر مقدم سمجھا اور کبھی اپنی متاع کو خرچ کرنے میں پس و پیش نہیں فرمایا۔ حضرت اُمّ المومنین نے اپنے عمل سے یہ سبق دیا ہے کہ دین کی ضرورت سب سے مقدم ہے اور اس کیلئے پیاری سے پیاری چیز کے قربان کرنے کی ضرورت ہو تو تامل نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی خواہشوں کو پورا کرنے کا شوق

حضرت اماں جان کی ہمیشہ یہ تڑپ رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہر اس خواہش کو پورا کیا جاوے جو کسی نہ کسی رنگ میں خدمت اسلام یا شعائر اسلام کی عملی عظمت کو ظاہر کرتی ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابتدائی زمانہ تو گوشۂ تنہائی کا تھا۔ پھر جب خداتعالیٰ کی مشیت نے آپ کو خلوت سے باہر نکالا تب آپ کے دعاوی کی وجہ سے اس قدر مخالفت کا بازار گرم ہوا کہ آپ کے خلاف کفر کے فتاویٰ ہی نہیں قتل کے فتوے دیئے گئے۔ اگرچہ اس وقت بھی آپ کی مالی حالت ایسی نہ تھی کہ آپ پر حج فرض ہوتا تاہم آپ کی یہ خواہش تھی کہ کسی وقت حج بھی کریں مگر وہ موقع نہ آ سکا اور آپ کو پیغام الرحیل آ گیا۔ حضرت اماں جان کو چونکہ حضورؑ کے اس ارادہ کا علم تھا آپ نے حضورؑ کی وفات کے بعد پہلے آپ کے ذمہ ایک قرضہ کے ادا کرنے کا انتظام کیا اور پھر حافظ احمد اللہ خاںؓ کو جو پہلے بھی حج کر چکے تھے۔ کافی زاد راہ دے کر حج کے لئے روانہ کیا اور حافظ صاحب کے حصہ میں یہ سعادت آئی کہ انہوں نے حضرت اماں جان کے ارشاد کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے حج بدل کیا۔

حضرت اماں جان نے حضرتؑ کی اس خواہش کو پورا کر کے یہ ثابت کیا کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دینی خواہشوں کو پورا کرنے کا شوق اس ایمان کی وجہ سے تھا جو آپ کو حضرت اقدس پر تھا اور آپ یقین رکھتی تھیں کہ حضور کی خواہشوں کو پورا کرنا خدا کی رضا کا موجب ہے۔

حضرت اماں جانؓ کی مالی قربانیوں کا تذکرہ تاریخ احمدیت میں ان الفاظ میں ہے کہ "جماعتی چندوں میں بھی حضرت اماں جانؓ بڑے ذوق و شوق سے حصہ لیتی تھیں اور تبلیغ اسلام کے کام میں ہمیشہ اپنی طاقت سے بڑھ کر چندہ دیتی تھیں۔ تحریک جدید کا چندہ جس سے بیرونی ممالک میں اشاعتِ اسلام کا کام سرانجام پاتا ہے اُس کے اعلان کے لئے ہمیشہ ہمہ تن منتظر رہتی تھیں اور اعلان ہوتے ہی بلاتوقّف اپنا وعدہ لکھا دیتی تھیں بلکہ وعدہ کے ساتھ ہی نقد ادائیگی بھی کر دیتی تھیں اور فرمایا کرتی تھیں کہ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں وعدہ جب تک ادا نہ ہوجائے دل پر بوجھ رہتا ہے ۔ دوسرے چندوں میں بھی یہی ذوق و شوق کا عالَم تھا۔"

(تاریخ احمدیت جلد 15 صفحہ 105)

حضرت امّاں جانؓ کی نصائح

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے موقعہ پر عورتوں سے حضرت اماں جانؓ کی نصائح کے حوالہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔

"اس وقت میں امّ المؤمنین حضرت اماں جان رضی اللہ عنہاکی بعض نصائح بھی آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو آپؓ نے اپنی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی بیٹی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کی رخصتی کے وقت اُنہیں کی تھیں۔ اُن میں سے بعض باتیں آپ کے سامنے رکھوں گا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے خاوند سے چھپ کر یا وہ کام جسے خاوند سے چھپانے کی ضرورت سمجھو، ہر گز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور بات آخرکار ظاہر ہو کر عورت کی وقعت کھو دیتی ہے۔ اس کی عزت اور احترام نہیں رہتا۔ فرمایا اگر کوئی کام خاوند کی مرضی کے خلاف سرزد ہوجائے تو ہرگز کبھی نہ چھپانا۔ صاف کہہ دینا کیونکہ اسی میں عزت ہے اور چھپانے میں آخر بےعزتی اور بے وقری کا سامنا ہوتا ہے۔ عورت کا وقار گر جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ کبھی خاوند کے غصے کے وقت نہ بولنا۔ اگر بچہ یا کسی نوکر پر خفا ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ خاوند حق پر نہیں ہے، خاوند غصے کی حالت میں ہے، کسی بچے کو ڈانٹ رہا ہے یا کسی اور کو کچھ کہہ رہا ہے اور تمہیں صاف نظر آرہا ہو کہ وہ غلط کر رہا ہے تب بھی اُس کے سامنے اُس وقت نہ بولو۔ فرمایا کہ غصہ میں مرد سے بحث کرنے والی عورت کی عزت نہیں رہتی۔ اکثر جھگڑے اسی لئے بے صبری کی وجہ سے ہورہے ہوتے ہیں کہ فوراً ردّ عمل دکھاتی ہیں اور جھگڑے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ فرمایا کہ اگر غصے میں اس ٹوکنے کی وجہ سے تمہیں بھی کچھ کہہ دے تو تمہاری بڑی بے عزتی ہوجائے گی۔ بعد میں جب خاوند کا غصہ ٹھنڈا ہوجائے تو بے شک آرام سے اُس کی غلطی کی نشاندہی کر دینی چاہئے۔ اصلاح بھی فرض ہے۔

مرد اور عورتوں کو یہ نسخہ بھی یاد رکھنا چاہئے جس کا حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ غصے کی حالت میں کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ یا وضو کرو تو غصہ ٹھنڈا ہوجاتا ہے۔ میرے پاس جو بعض شکایات آتی ہیں تو میں مردوں کو یہی کہا کرتا ہوں کہ یہاں اس ملک میں تو پانی کی کوئی کمی نہیں۔ تم اپنے شاور یا پانی کی ٹونٹی کھولا کرو اور اُس میں سر نیچے رکھ دیا کرو تو غصہ ٹھنڈا ہوجائے گا۔

بہر حال حضرت اماں جانؓ پھر اپنی بیٹی کو یہ نصیحت فرماتی ہیں کہ خاوند کے عزیزوں کو اور عزیزوں کی اولاد کو اپنا جاننا۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ذکر آگیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کے حوالے سے بھی میں نے بات کی ہے کہ ایک دوسرے کے رحمی رشتوں کو اپنا سمجھو۔ فرمایا کہ کسی کی برائی تم نہ سوچنا خواہ تم سے کوئی برائی کرے تم سب کا بھلا دل میں بھی چاہنا۔ تمہارے سے کوئی برائی کرتا ہے کرے لیکن تم اپنے دل میں کبھی کسی کی برائی کا خیال نہ لانااور عمل سے بھی بدی کا بدلہ نہ لینا۔ دیکھنا پھر خدا ہمیشہ تمہارا بھلا کرے گا۔

پھر آپؓ اکثر بچوں اور بچیوں کو یہ نصیحت بھی فرمایا کرتی تھیں کہ اپنے نئے گھر میں جارہی ہو وہاں کوئی ایسی بات نہ کرنا جس سے تمہارے سسرال والوں کے دلوں میں نفرت اور میل پیدا ہو اور تمہاری اور تمہارے والدین کے لئے بدنامی کا باعث ہو۔ پس سسرال کے معاملات میں کبھی دخل نہیں دینا چاہئے۔ جو اُن کے معاملے ہورہے ہیں، ہونے دو۔ نہ ہی ساس کی اور نندوں کی باتیں خاوند سے شکوے کے رنگ میں کرنی چاہئیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی بیٹی تھیں جیسا کہ میں نے کہا انہوں نے حضرت خلیفہ اولؓ کی بھی ایک نصیحت بیان فرمائی ہے۔ جو حضرت خلیفہ اولؓ اُن کو بھی کرتے تھے اور دوسری بچیوں کو بھی کیا کرتے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج یہ نصیحت اور اس پر جو عمل ہے پہلے سے زیادہ اہم ہےاور بارہ تیرہ سال کی جو بچیاں ہیں، جوانی کی عمر میں قدم رکھ رہی ہوتی ہیں، اُن کو ضرور یہ دعا کرنی چاہئے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے آپؓ کو کئی مرتبہ فرمایا کہ دیکھو اللہ تعالیٰ کے آگے کوئی شرم نہیں، تم چھوٹی ضرور ہو مگر خدا سے دعا کرتی رہا کرو کہ اللہ مبارک اور نیک جوڑا دے۔"

(سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ یو کے خطاب فرمودہ 4/اکتوبر2009ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 18/دسمبر 2009ء)

حضرت سیدہ نصرت جہاںؓ حرم حضرت مسیح موعودؑ کی سیرت کا اجمالی نقشہ پیش کرتے ہوئے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیلؓ تحریر کرتے ہیں کہ بہت صدقہ خیرات کرنے والی، ہر چندہ میں شریک ہونے والی، اول وقت اور پوری توجہ اور انہماک سے پنج وقتہ نماز ادا کرنے والی، صحت اور قوت کے زمانہ میں تہجد کا التزام رکھتی تھیں۔ خدا کے خوف سے معمور، صفائی پسند، شاعر باذاق، مخصوص زنانہ جہالت کی باتوں سے دُور، گھر کی عمدہ منتظم، اولاد پر از حد شفیق، خاوند کی فرمانبردار، کینہ نہ رکھنے والی۔ عورتوں کا مشہور و صف ان کی تریاہٹ ہے مگر میں نے حضرت ممدوحہ کو اس عیب سے ہمیشہ پاک اور بری دیکھا۔

(اس مضمون کی تیاری میں سیرت حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم مرتبہ شیخ محمود احمد عرفانی و شیخ یعقوب علی عرفانی سے مدد لی گئی ہے)

"جو صحیح ہے وہ کریں"

"فَضْل" ض پر جزم کے ساتھ ایک عربی لفظ ہے۔ جس کے معنی اللہ کی طرف سے عنایات کے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اس ناطے سے روزنامہ الفضل لندن ہے نہ کہ الفَضَل۔ ہمارے ایشیائی ماحول میں ہم اِسے ض پر زبر کے ساتھ الفَضَل بولتے ہیں اور یہ غلط العام ہوگیا ہے۔ لندن سے اخبار جاری ہونے سے قبل خاکسار نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے رہنمائی کی درخواست کی تو آپ نے تحریر فرمایا۔

"جو صحیح ہے وہ کریں"

لہٰذا قارئین سے درخواست ہے کہ اب سے روزنامہ الفضل کو ض silent رکھ کر ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں اِسے مخلوق خدا کے لئے فضل خداوندی بنائے۔

(ایڈیٹر)

الفضل کی ایک ننھّی اور معصوم مجاہدہ

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم (والدہ ماجدہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ) کی عظیم قربانیوں کا تذکرہ

مرزا نصیر احمد چٹھی مسیح۔لندن

”روزنامہ الفضل“ کی تاسیس کے سلسلہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جن بزرگوں کی مالی قربانی کا ذکر خیر ریکارڈ فرمایا کرتے تھے ان میں حضورؓ کی حرم حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ کا نام تو نمایاں طورپر سامنے رہتا رہا لیکن آپ کی صاحبزادی محترمہ ناصرہ بیگم کا نام بوجہ آپ کی کم عمری بلکہ آپ کی شیرخوارگی کے زمانہ ہونے کی وجہ سے ہمیشہ ہی نظروں سے اوجھل رہا۔ شاذ ہی کبھی اس طرف توجہ گئی ہوگی کہ الفضل کے اجراء کے لئے جن لوگوں نے ابتدائی طور پر سرمایہ مہیا کیا ان میں گو بے شک شعور رکھتے ہوئے تو نہیں لیکن اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ نے بھی حصہ لیا اور اس کی تفصیل خود حضرت مصلح موعودؓ نے یوں بیان فرمائی کہ

”خدا تعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح حضرت خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی۔انہوں نے ...اپنے دو زیور مجھے دے دیئے کہ میں ان کو فروخت کر کے اخبار جاری کروں۔ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے (سونے کے) اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے سونے کے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔ میں زیورات کو لے کر اسی وقت لاہور گیا پونے پانچ سو کے وہ دونوں کڑے فروخت ہوئے۔“

الفضل کا اجراء 18جون 1913ء سے ہوا۔اُس وقت حضرت صاحبزادی حضرت ناصرہ بیگم ابھی صرف ڈیڑھ پونے دو سال کی تھیں اور شیرخوارگی کے ایّام تھے۔آپ کی والدہ یعنی حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہؓ جنہیں جماعت میں بالعموم حضرت اُمی جان کے نام سے یاد کیا جاتا تھا نے آپ کے استعمال کے لئے اپنے بچپن کے استعمال کئے ہوئے کڑے ایک قیمتی یادگار کے طور پر اپنی اسی معصوم ننھی شیرخوار بیٹی کے لئے سنبھالے ہوئے تھے۔اگر یہ زیور فروخت نہ ہوتا اور اس بچی کے لئے سنبھال کر رکھا رہتا تو بڑے ہو کر یہ اس بچی کے لئے نہایت ہی قیمتی تحفہ ہوتا جنہیں پہن کر وہ بچی حد درجہ خوش ہوتی کہ جو زیور میری والدہ نے اپنے بچپن میں استعمال کیا تھا وہ اس نے میرے لئے سنبھال کر رکھا۔ اور یقیناًیہ زیور اس بیٹی کے لئے ایک عظیم تحفہ ہوتا اور والدہ نے بھی یقیناًاسی جذبہ کے تحت اپنی اس پیاری بیٹی کے لئے سنبھال کر رکھا ہوگا کہ جب یہ بچی بڑی ہوگی (اور اس جذبہ کی تسکین کے لئے نہ معلوم وہ کتنی ہی بے شمار دعائیں بھی کرتی ہوں گی کہ اللہ تعالیٰ اس بچی کو لمبی عمر عطا فرمائے اور میں یہ زیور اس کو بڑی ہونے پر خود پہناؤں)تو میرے بچپن کا زیور پہن کر یہ کس قدر مسرور ہوگی کہ میری ماں مجھ سے کتنی شدید محبت رکھتی ہے کہ ایک زیور میرے لئے سالہا سال سے سنبھال کر رکھا ہوا ہے ۔

تاہم وہ زیور ایک عظیم الشان مقصد کی نذر ہوگیا۔نہ معلوم وہ کن ہاتھوں میں چلا گیا ہو گا۔لیکن خدائے بزرگ و برتر نے اس معصوم سی ننھی جان کی اس قربانی کو جو خواہ غیر شعوری طور پر اس سے دلوائی گئی تھی خود اسی بچی کے نام پر ہی قبول فرمایا۔ماں کی قربانی اس کے اپنے نام کے سامنے درج کی گئی آسمانی رجسٹروں میں اور اس شیرخوار بیٹی کی قربانی خود اس کے نام کے سامنے الگ لکھی گئی اور دونوں کے الگ کھاتے شروع ہوئے اور جوں جوں الفضل کی اشاعت اور اس کی عظیم الشان خدمات میں وسعت پیدا ہوتی گئی ان کھاتوں میں بھی اللہ تعالیٰ کے افضال بڑھتے گئے۔

تاریخ احمدیت سے معلوم ہوتا ہے کہ الفضل کے لئے جن مبارک ہستیوں نے سرمایہ مہیا کیا ان میں دو اور وجود بھی تھے ایک تو حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم رضی اللہ عنہا جنہیں ہم اماں جان کے نام سے یاد رکھتے ہیں آپ نے اپنی ایک زمین مالیتی ایک ہزار روپے الفضل کے لئے عنایت فرمائی اور دوسرے حضرت نواب محمد علی خان جنہوں نے نقد رقم کے علاوہ زمین بھی دیدی جو 1300سو روپیہ میں فروخت ہوئی۔

جہاں تک حضرت سیدہ اماں جان کا تعلق ہے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے دور میں حضرت مسیح موعودؑ کے عقد میں آنے کی بناء پر آپ حضورؑ کی وفات کے بعد 44 سال تک احمدیت کی فتوحات کا نظارہ کرتی رہیں اور آپ پر ان کا مبارک وجود ہمیشہ جماعت کے لئے ایک تعویذ کاکام دیتا رہا پس آپ کی اس مالی قربانی میں بھی اللہ تعالیٰ نے بے پناہ برکت ڈالی۔خدا کے مسیح نے پہلے سے ہی فرمادیا تھاکہ :

یہ پانچوں جو کہ نسل سیدہ ہیں
یہی ہیں پنجتن جن پر بنا ہے

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خاتون مبارکہ کے بطن سے جو ایک مبارک بیٹی عطا کی تھی جو حضرت صاحبزادی منصورہ بیگم کہلائیں وہ حضرت سیدہ محمودہ بیگم صاحبہ کے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد کے عقد میں آئیں جن کو اللہ تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کے منصب پر سرفراز فرمایا۔اور جس معصوم بچی کا اوپر ذکر ہوا ہے یعنی حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم وہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے نواسے حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد کے عقد میں آئیں۔ ان دونوں جوڑوں کا نکاح 2جولائی 1934ء کو سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خود پڑھایا اور اس موقع پر سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی جسمانی اور روحانی ذریت کو ان کی فی زمانہ عظیم ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلانے کے سلسلہ میں ایک شاہکار خطبہ نکاح ارشاد فرمایا جس کا ایک ایک لفظ حضرت مصلح موعود کے اس درد اور تڑپ کا غماز ہے جو اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اس زمانہ کے سب سے خطرناک فتنہ دجال کو نیست و نابود کرنے کے لئے حضور کے دل میں موجزن تھا۔اور آپ نے فرمایا کہ گوبظاہر نکاح کے ساتھ اس خطبہ کا مضمون اس خطبہ کے ساتھ مناسبت رکھتا نظر نہ آتا ہو تاہم حقیقت میں ان دو نکاحوں کے ساتھ اور ان نکاحوں کے ذریعہ آپس میں بندھنے والے وجودوں کے ساتھ اس کے مضمون کا نہایت گہرا تعلق ہے ۔ایک عجیب شاعرانہ توارد ان چاروں وجودوں کے ناموں میں مشارکت کی وجہ سے یہ پیدا ہوا کہ ان رشتوں میں ”ناصرہ منصورہ“ سے اور ”منصورناصر“ سے باندھے جارہے تھے۔ ناصر اور ناصرہ دونوں حضرت مصلح موعود کے لخت جگر تھے جبکہ منصورہ آپ کی ہمشیرہ سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے بطن سے حضرت نواب محمد علی خان کی بیٹی تھیں اور منصور آپ کے بھائی حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد کے بیٹے اور حضرت نواب محمد علی خان کے نواسے تھے۔

یہ امر ذہن میں رہنا چاہئے کہ ”الفضل“ کو یہ نام خود حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے دیا تھا اور اس وقت وہ گروہ خلافت اور خلیفہ وقت کی عظمت لوگوں کی نگاہوں میں گرانے کی کوشش میں تھا اس کے مقابل پر جماعت کو سنبھالا دینے کے لئے حضور نے اخبار کو اپنی بھرپور دعاؤں اور تائیدات سے نوازا اور حضرت سیدنا محمود کو یقین اور تسلی دلائی کہ ”دعا نصرت الٰہیہ کی امید بالیقین توکلاً علی اللہ کام شروع کردیں۔“

مورخ احمدیت مولانا دوست محمد شاہد تحریر کرتے ہیں کہ :

”الفضل کا انتظام مکمل ہوچکا تھا تو احمدیہ بلڈنگ لاہور سے پیغام صلح سوسائٹی کا پراسپکٹس ملا جس میں ”پیغام صلح“ کے نام سے ایک اور اخبار جاری کرنے کا اعلان تھا۔تب آپ نے (یعنی سیدنا محمود نے۔ناقل) حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر مناسب ہوتو اخبار کو روک دیا جائے لیکن حضور نے اس پر ارشاد فرمایا:

”مبارک۔ کچھ پرواہ نہ کریں۔ وہ اور رنگ ہے یہ اور۔کیا لاہور میں اخبار بہت نہیں۔“

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اخبار ”الفضل“ دراصل ایک پیشگوئی کا رنگ رکھتا تھا کہ وہ فضل خداوندی جو خلافت علی منہاج النبوۃ کی صورت میں ظاہر ہوا اب جاری و ساری ہے اور اس کا آغاز بھی خلافت کی بھرپور تائید سے ہوا ہے اور اس کی مدد کرنے والے اسم بامسمیٰ کے مصداق جن میں نصرت اور ناصر اور ناصرہ اور منصور اور منصورہ جیسے مبارک وجود شامل ہوئے۔پھر جس نے عملاً آغاز کیا وہ اگلے ہی سال خود منصب خلافت پر سرفراز کیا گیا جس نے 52 سال تک نہ صرف جماعت کی بلکہ ہندوستان بھر کی ملت اسلامیہ کی نہایت کامیاب اور بھرپور قیادت کی ۔اور جماعت میں خلافت کے ساتھ وابستگی اور اس کی تائید و نصرت کی ایسی زبردست روح پھونکی کہ کوئی سازش خلافت کے خلاف آج تک کامیاب نہ ہوئی اور جب وہ خود دنیا کی نظروں سے اوجھل ہواتو وہی ”ناصر“ جسے نکاح کے خطبہ کے ذریعہ اس کی بنیادی اور واحد ذمہ داری کی طرف بہترین رنگ میں توجہ دلائی گئی تھی اس مشن کو لیکر آگے بڑھا اور دنیا نے احمدیت کی فتوحات کے عظیم نظارے مشاہدہ کئے اور پھر جب وہ بھی اپنا وقت اور کام پورا کرچکا تو جماعت کو اگلے مرحلہ میں داخل ہونے اور ”طاہر“ کی تائید و نصرت کے لئے کمربستہ ہونے میں ایک ذرہ بھر مشکل بھی نہیں پیش آئی۔ اور جب ”طاہر“ کی فتوحات کا دور مکمل ہوا تو ”ناصرہ“ کا لخت جگر اس عظیم الشان ذمہ داری کو سنبھالنے کے لئے تیار ہوچکا تھا۔

پس یہ الفضل بھی اسم بامسمیٰ ثابت ہوا ۔اس کے اجزاء سے گویا اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ایک نیا باب کھل گیا اور جن لوگوں نے اس کے اجراء میں حصہ لیا ۔اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے عجیب وغریب فضلوں سے نوازا اور ان سے خدمت دین کے عظیم الشان کام لئے گئے۔ دشمنوں نے کئی طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فضل کو ایک بپھرے ہوئے سیلاب کی طرح نئی نئی جہتیں اختیار کرتا چلا جاتا ہے اور ہر طرف آہنی زرخیزیاں پھیلاتا جارہا ہے ۔حضرت مصلح موعود فرماتے تھے کہ ”آج لوگوں کے نزدیک الفضل کوئی قیمتی چیز نہیں مگر وہ دن آرہے ہیں اور وہ زمانہ آنے والا ہے جب الفضل کی ایک جلد کی قیمت کئی ہزار روپے ہوگی۔ لیکن کوتہ بین نگاہوں سے یہ بات ابھی پوشدہ ہے“سیدنا حضرت مسرور ایدہ اللہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے لخت جگر کو آج اس ”الفضل“ کی اشاعت کے نئے سے نئے رنگ متعارف کرنے کی توفیق مل رہی ہے یہ یقیناً انہی دعاؤں کی قبولیت ہے جو آپ کے مقدس بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیں اور جن کی قبولیت کا للہ تعالیٰ نے ہم جیسے کمزروں کو بھی گواہ بنادیا ہے۔

فالحمد للہ علی ذلک۔

اے فضل عمرؓ!
تجھ کو جہاں یاد کرے گا

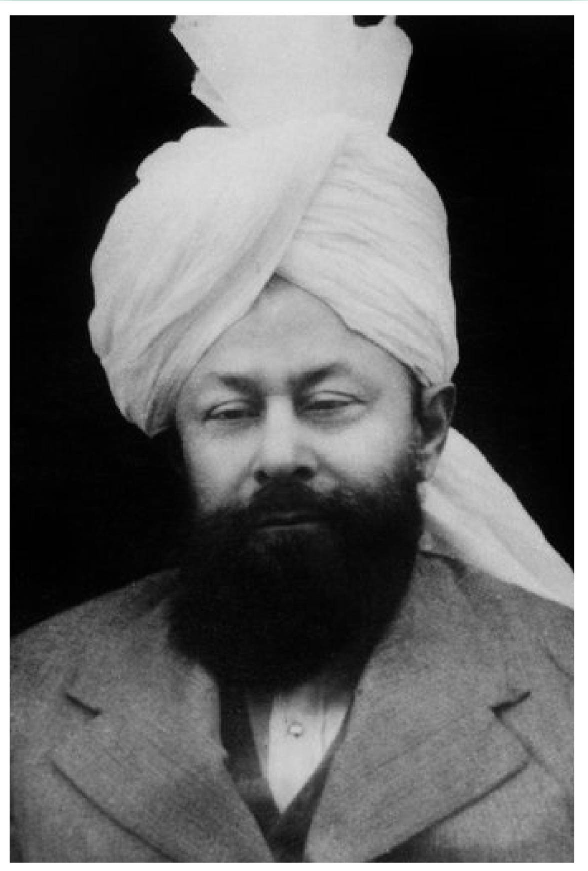

لقمان احمد کشور۔لندن

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔"اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا"

"خداتعالیٰ نے میری بیوی کے دل میں اسی طرح تحریک کی جس طرح خدیجہؓ کے دل میں رسول کریم ﷺ کی مدد کی تحریک کی تھی...اپنے دوزیور مجھے دیئے کہ میں ان کو فروخت کرکے اخبار جاری کردوں۔ان میں سے ایک تو ان کے اپنے کڑے تھے اور دوسرے ان کے بچپن کے کڑے تھے جو انہوں نے اپنی اور میری لڑکی عزیزہ ناصرہ بیگم سلمہا اللہ تعالیٰ کے استعمال کے لئے رکھے ہوئے تھے۔"

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ عنہ جیسی عظیم الشان ہستی کی اس دنیا میں تشریف آوری کی خبر امام آخرالزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک عظیم الشان پیشگوئی میں دی گئی تھی جو اپنے اندر اس آنے والے وجود کی کئی خوبیاں بیان کر رہی تھی ۔ کہیں تو اس وجود کی ذات بابرکات کے متعلق یہ منادی تھی کہ "اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" اور کہیں اس کی ذہانت اور فہم کا اعلان کرتے ہوئے یہ خبر دی جارہی تھی کہ وہ "علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا۔" گویا اس فرزند دلبند گرامی ارجمند کا آنا کوئی معمولی نہ تھا بلکہ اس کا نزول بہت مبارک ہونا تھا اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہونا تھاگویا وہ نور کی آمد تھی نور کی۔

لہٰذا اس مبارک وجود کی آمد کے ابتدائی ایام سے ہی خدائے بزرگ و برتر نے جس میں اس نے اپنی روح ڈالی تھی اس پر اپنا سایہ رکھا اور اس کو جلد جلد بڑھایا تا کہ قومیں اس سے برکت پائیں۔

ان تمام برکتوں کے ساتھ جہاں اس موعود بیٹے کے لئے اندرون خانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عملی اور علمی نمونہ موجود تھا جن کی تربیت کے مبارک سایہ میں آپ پل بڑھ رہے تھے ۔ جو نہ صرف انتہائی گریہ وزاری سے آپ کے لئے دعاؤں میں مصروف رہتے تھے بلکہ آپ کی چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تربیت فرماتے جیسا کہ معروف روایت میں فرمایا "بیٹا محمود توبہ کرو، توبہ کرو۔نہ علم اچھا نہ دولت۔خدا کا فضل اچھا ہے۔" گویاآغاز سے ہی دعا اور ذاتی نمونہ کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی تربیت اور شخصیت کا پرتو مصلح موعودؓ میں سمونے لگا۔ جس کی گواہی "جیویں جیا کاں اوہو جئی کوکو" کے الفاظ میں بھی دی جانے لگی۔

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہؓ بھی آپ کے اس موعود ولد سے والہانہ عشق کا اظہار کرتے بلکہ آپ میں اپنے امام کا عکس دیکھنا چاہتے اور آپؓ سے بلند توقعات رکھتے تھے۔جن میں سے حضرت حافظ احمد اللہ ناگپوریؓ، حضرت پیر منظور محمد اور حضرت مولوی شیر علیؓ کے علاوہ ایک نمایاں ذکر حکیم مولوی نورالدین حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ہے جن کے متعلق خود حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا تھا کہ "میری تعلیم کے سلسلہ میں مجھ پر سب سے زیادہ احسان حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کا ہے۔"

("الموعود" تقریر حضرت مصلح موعودؓ)

بچپن سے ہی دینی تعلیم کی طرف رجحان نمایاں تھا اور اس کے لئے کوشش اور وقت کا صرف کرنا بھی واضح نظر آتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی صحبت سے آپؓ کی تحریر و تقریر میں بھی خوب مشق ہوئی۔کہیں انجمن تشحیذ الاذہان بنا کر تقریروں کی مشق جاری ہے اورآپ کی تقریر پر خلیفہ اولؓ اس پر جرح اور نکتہ چینی کرتے تو کہیں آپ کے ماہنامہ "تشحیذ الاذہان" میں لکھے گئے مضمون کی تعریف ہورہی ہوتی تو ساتھ ہی آپ کی تحریروں کے نقاد خلیفہ اولؓ "اونٹ چالی تے ٹوڈا بتالی" جیسی مثل بول کر آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کے موعود فرزند خیال کرتے ہوئےان کی تحریروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے "ہمیں تو تب خوشی ہو کہ ان سے بھی اعلیٰ لکھو۔"

لہٰذا اسی صحبت کا نتیجہ تھا کہ قلم اور نفس کے جہاد کا جو طبل امام آخرالزمان نے بجایا ہوا تھا حضرت مصلح موعودؓ آغاز جوانی سے ہی اس کے چوکس سپہ سالار بن کر دشمنوں کے مقابلہ میں اتر آئے تھے اور ہر داؤ پیچ سیکھ رہے تھے۔ گویا آپؓ اس قلمی اور نفسانی جہاد کے لئے ہر طرح کے اسلحہ سے نہ صرف خود لیس تھے بلکہ انجمن تشحیذ الاذہان کی شکل میں ایک ایسا کارخانہ قائم کر دیا تھا جہاں مزید سپاہی تیار ہونگے۔

پھر جہاں بھی پبلک میں تقاریر اور آپؓ کی تحریروں کو پڑھا اور سنا جانے لگا سب آپؓ کے دیوانے ہونے لگے۔کیوں نہ ہوتے آخراس کے ساتھ فضل تھا۔کیا علماء ، کیا اکابرین اور کیا مردوزن سب آپؓ کے بیان کردہ لطیف معارف و نکات قرآنی پر عش عش کر اٹھتے اور آج بھی یہ زمانہ آپ کے ان انوارالعلوم سے مستفیض ہوتا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت قاضی محمد ظہورالدین اکملؓ نے آپ کی ایک تقریر سن کر جو الفاظ لکھے پیش خدمت ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

"برج نبوت کا روشن ستارہ ، اوج رسالت کا درخشندہ گوہر محمود سلمہ اللہ الودود شرک پر تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہوا، میں ان کی تقریر خاص توجہ سے سنتا رہا۔کیابتاؤں ، فصاحت کا ایک سیلاب تھا جو پورے زور سے بہہ رہا تھا۔واقعی اتنی چھوٹی سی عمر میں خیالات کی پختگی اعجاز سے کم نہیں..."

گویا "تشحیذالاذہان" کا یہ بانی و مبانی نہ صرف خود علوم ظاہری و باطنی سے پُر ہونے کا ابھی سے ایک ثبوت تھا بلکہ وہ اپنے ہم جولیوں اور ہم عمروں میں بھی اس کی روح پھونک رہا تھا اور چاہتا تھا کہ وہ بھی علم ومعرفت میں کمال حاصل کریں انہیں بھی ایسا پلیٹ فارم میسر ہو کہ جہاں وہ اپنے امام کی پیروی میں اس قلمی جہاد کے صف اول کے مجاہدین شمار ہوں۔

اس رسالہ کے جاری کرنے کی وجوہات پر بحث کرتے ہوئے جو تمہید لکھی گئی تھی اس کو پڑھ کر مولوی محمد علی ایم۔ اے بھی لکھنے سے نہ رہ سکے کہ "جماعت تو اس مضمون کو پڑھے گی مگر میں اس مضمون کو مخالفین سلسلہ کے سامنے بطور ایک بین دلیل کے پیش کرتا ہوں جو اس سلسلہ کی صداقت پر گواہ ہے......غور کرو! کہ جس کی تعلیم اور تربیت کا یہ پھل ہے،وہ کاذب ہوسکتا ہے؟"

گویا مصلح موعودؓ کی ذات بابرکات میں وہ تمام خبریں وقت کے ساتھ نمایاں ہورہی تھیں اور کھل رہی تھیں جن کا ذکر خدائے بزرگ و برتر نے اس آسمانی نوشت میں کیا تھا۔ابن غلام احمد اور موعود فرزند ہونے کی وجہ سے مدمقابل مذاہب کی دشمنی تو پہلے ہی مول لے رکھی تھی اور بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ ان مشکلات میں بھی اضافہ ہو رہا تھا مگر یہ پرہول اور پرخطر فضائیں اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں کیونکہ وہ خدا کے سایہ تلے پروان چڑھ رہا تھا۔یہ مخالفتیں اور مشکلات جہاں الٹا آپؓ کے اولوالعزم ہونے کی خوبی کو بھی نمایاں کر رہی تھی وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کے دعاوی پر بھی ایمان میں روزبروز بڑھا رہیں تھیں کہ خدا آپؑ کے ساتھ ہے اور نہ صرف یہ سلسلہ روز بروز ترقی کرے گا اور بڑھتا چلا جائے گااور بلکہ یہ موعود وجود بھی اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرتے ہوئے زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا تا قومیں اس سے برکت پائیں۔

مسیحی نفس کی یہ روحانی انفاس جو تقریروں اور تحریروں کی شکل میں روح الحق کی برکت لئے ہوئے روحانی بیماروں کی بیماریوں کو صاف کرنے کا کام کرنے والی تھیں ان تک پہنچنا بھی ضروری تھا۔جس کے لئے یہ اولوالعزم ، بلند حوصلہ موعود فرزند ارجمند ہمیشہ سے کوشاں رہا اور آگے سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی وفات جس نے آپؓ کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی اور جس نے آپؓ کی زندگی کا ایک نیا دور کھول دیا تھا۔جس نے وراثت میں دنیا کے کوئی ورثے یا اموال نہیں پائے تھے۔اگر تھا تو ہاں ایک لازوال کبھی نہ ختم ہونے والا دعاؤں کا خزانہ۔جو وقت پر ملتا رہا۔جس کا ذکر حضرت اماں جانؓ نے آپ کے والد بزرگوار کی وفات پر کیا تھا۔جب آپ نے یہ عہد کیا تھا کہ "اے خدا! میں تجھ کو حاضر ناظر جان کر تجھ سے سچے دل سے یہ عہد کرتا ہوں کہ اگر ساری جماعت احمدیت سے پھر جائے تب بھی وہ پیغام جو حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ تونے نازل فرمایا ہے، میں اس

DAILY ALFAZL LONDON (Online Edition)
ANDROID APP ON Google Play
web: www.alfazlonline.org Twitter: @alfazlonline Face book:alfazlonline
Email: info@alfazlonline.org WhatsApp No. 0044 79 5161 4020
0044 74 93785065
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء ان میں سے ایک پر بھجوائیں

کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلاؤں گا۔"

لہٰذا اپنے اس عہد کو جس مستعدی سے نبھایا اس پر تمام جماعت گواہ ہے۔خلافت اولیٰ کا دور ایک نہایت کٹھن دور تھا جس میں خلافت راشدہ کے طریق پر اس دور میں بھی خلافت جیسے نظام کے قیام اور حضرت خلیفہ اولؓ کے انتخاب سے لے کر تمام اندرونی فتن کے مقابلوں تک یہ اولوالعزم اپنے عہد پر پوری طرح سے قائم رہا اور ہمیشہ اس کے استحکام کی پاسداری کی۔خلیفہ اولؓ کا کامل مطیع اور باوفا، سلطان نصیر بنا رہا اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کے جانشین کی پیروی میں خدا اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہا۔

اس تمام تفصیل کو چھوڑتے ہوئے مضمون کے اصل کی طرف چلتے ہیں کہ گویا کوئی دقیقہ فروگزاشت کئے بغیر آپؓ دین کی اشاعت اور جماعت کی تربیت میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ہر ممکن کوشش کی کہ سلسلہ کی تبلیغ کا کام کبھی نہ رکے اور اس کے لئے کسی بھی قسم کی قربانی سے کبھی دریغ نہ کیا اور پھر ساتھ ساتھ ذہنی، علمی اور روحانی صلاحیتوں میں بھی جلد جلد بڑھتے رہے ، تحریر و تقریر کا ملکہ بھی ترقی پکڑتا گیا۔کیا اپنے کیا بیگانے سب متاثر ہوئے بنا نہ رہتے تھے۔ماہنامہ تشحیذ الاذہان کے مضامین اور خلافت اولیٰ میں تربیتی اور دینی مسائل پر تقاریر اس بات کا منہ بولتا ثبوت تھیں کہ اس میں خدا کی روح ہے۔ دنیا آج بھی ان علوم کے انوار کو پڑھتی ہے تو یاد کرتی ہے۔

پھر جہاں جماعت بھی اللہ کے فضل سے روز بروز پھیل رہی تھی اور ترقی کر رہی تھی وہاں یہ محسوس کیا گیا کہ اب تشحیذ کے ساتھ ساتھ جماعت کا اپنا ایک اخبار بھی ہو جس کے ذریعہ مرکز اور جماعت کے درمیان ایک مضبوط رابطہ قائم ہو ۔آپؓ کی اس حوالہ سے ذاتی فکر اور محنت آخر یہاں بھی رنگ لے آئی مگر اس بار ایک بے نظیر ایثار اور قربانی کی سچی داستان بھی رہتی دنیا تک چھوڑ گئی اور یہاں بھی دنیا چپ نہیں رہ سکے گی اور ممنون ہوتے ہوئے بولے گی کہ اے فضل عمر تجھ کو جہاں یاد کرے گا۔آپ کی اور آپ کے خاندان کی اس بے مثال قربانی کے نتیجہ میں وہ دن آگیا کہ جب جون 1913ء میں "الفضل" کے نام سے مرکزی روزنامہ جاری ہوگیا اور خدا کے فضلوں کا منادی ہوا جو مختلف حالات سے گزرتے ہوئے "روزنامہ الفضل،ربوہ" کے طور پر خلافت احمدیہ کی آواز اور پیامبر بنا رہااور آج پھر سے دنیا کی ترقی کی دوڑ میں شامل ہوتے ہوئے آن لائن "روزنامہ الفضل،لندن" کے نام سے جاری ہورہا ہے جس کی اپنی ایک ویب سائیٹ بھی ہوگی۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کے اجراء کے لئے جو قربانیاں دیں وہ اس اخبار کی اہمیت کو اور بھی واضح کر دیتی ہیں کہ کس کس طرح پرحضرت فضل عمرؓ نے خدا کے فضل کے نتیجہ میں جو آپؓ کے ساتھ تھا اس الفضل کا بیج بویا اور پھر اس کی آبیاری کے لئے کیسی کیسی قربانیاں پیش کیں۔ جو آج تک اس کے فضلوں کا منادی ہے۔

اس دور میں جماعتی تاریخ کے واقعات نئے رنگ سے دہرائے جانے کا معجزہ

حضرت مسیح موعودؑ نے 1882ء میں دعویٰ ماموریت فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1982ء میں فرمایا کہ خدا کی تقدیر بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود کی زندگی کے واقعات اس دور میں نئے رنگ سے دہرائے جائیں گے۔چنانچہ آپؒ کی زندگی میں

- 1984ء میں براہین احمدیہ کے 100 سال پورے ہوئے۔
- 1986ء میں پیشگوئی مصلح موعود کی صد سالہ سالگرہ منائی گئی۔
- 1989ء میں جماعت کا صد سالہ جشن تشکر منایا گیا۔
- 1991ء میں جماعت کا صد سالہ جلسہ سالانہ قادیان منعقد کیا گیا۔
- 1994ء میں چاند سورج گرہن کا نشان پورا ہونے کے موقع پر تقریبات منعقد ہوئیں۔
- 1996ء جلسہ مذاہب عالم لاہور میں حضرت مسیح موعودؑ کے مضمون "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلق عالمگیر تقریبات منائی گئیں۔
- 1997ء میں لیکھرام کی عبرتناک موت کے 100 سال پورے ہوئے۔
- 2002ء میں ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت کے 100 سال ہو گئے۔
- 2003ء میں خلافت خامسہ قائم ہوئی اور خدا کے فضلوں کا سلسلہ جاری رہا۔
- 2005ء میں نظام وصیت کے 100 سال مکمل ہوئے۔
- 2006ء میں جامعہ احمدیہ کے قیام کی صد سالہ تقریبات منائی گئیں۔
- 2007ء میں ڈوئی کی ہلاکت پر 100 سال پورے ہو گئے۔
- 2008ء میں خلافت احمدیہ صد سالہ جوبلی منائی گئی اور کُل عالم میں عظیم الشان اجتماعات اور تقریبات کا انعقاد ہوا۔
- 2013ء میں حضرت مصلح موعود کا جاری شدہ اخبار الفضل کو 100 سال پورے ہوئے۔

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

حضرت بابو طفیل احمدؓ اترپردیش، انڈیا

حضرت مولوی طفیل احمد رضی اللہ عنہ ولد مکرم منشی نور محمد بھارتی صوبہ اترپردیش کے شہر چندوسی(Chandausi) ضلع مراد آباد (اب یہ ضلع سمبھل میں آگیا ہے) کے رہنے والے تھے اور سپرنٹنڈنٹ سرشتہ چونگی تھے۔ آپ کا بہت مختصر ذکر جماعتی لٹریچر میں محفوظ ہوا ہے۔ آپ کے قادیان حاضر ہونے کا ذکر اخبار الحکم میں ایک جگہ یوں درج ہے۔

جناب شیخ طفیل احمد سپرنٹنڈنٹ سرشتہ چونگی چندوسی سے جو اُس علاقہ میں ایک سرگرم اور مخلص فرد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہیں، تین ہفتہ کی رخصت لے کر دار الامان وارد ہوئے اورکُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِیْنَ پر عمل کر کے فیض اٹھا رہے ہیں۔ (الحکم 17/مئی 1905ء)

آپ بہت ہی مخلص اور جماعتی کاموں میں مستعدی سے حصہ لینے والے تھے، جب نظام وصیت کا آغاز ہوا تو آپ اس کے اولین شاملین میں سے تھے، آپ کا وصیت نمبر 153 ہے۔ جماعتی کاموں میں اخلاص اور باقاعدگی کی ایک مثال محترم ناظر صاحب بیت المال قادیان کی ایک رپورٹ میں بھی ملتی ہے۔ وہ ایک جگہ چندوسی جماعت کے متعلق لکھتے ہیں۔

"یہ جماعت بڑی پُرانی جماعت ہے، منشی طفیل احمد سیکرٹری مال ہیں جو نہایت مستعدی سے باقاعدہ کام کرتے اور ہر ایک قسم کے چندے نہایت باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں ارسال کرتے ہیں۔ان کی کوششوں کا شکریہ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرماوے۔"

(الفضل 28 جنوری 1930ء)

حضرت بابو طفیل احمد رضی اللہ عنہ نے مورخہ 23 فروری 1940ء کو بعمر 65 سال وفات پائی۔آپ کی میت قادیان نہ آ سکی جبکہ یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ قادیان میں لگا ہوا ہے۔ آپ کی وفات کی خبر دیتے ہوئے آپ کے بیٹے مکرم رفیق احمد صاحب نے لکھا۔

"میرے والد منشی طفیل احمد سیکرٹری مال جماعت احمدیہ چندوسی ضلع مرادآباد کا 23 فروری 1940ء کو انتقال ہوگیا۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ بہت پُرانے اور مخلص احمدی تھے، نماز جنازہ میں چند آدمی ہی شریک ہو سکے، بوجہ اختلاف مذہب کافی مخالفت کی گئی۔ میں اور میرے بڑے بھائی وطن سے دور ہونے کی وجہ سے نہ پہنچ سکے، جماعت کے بھائیوں سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا فرمائیں اور نماز غائبانہ ادا کریں۔" (الفضل 14 مارچ 1940ء)

دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا

دوستو! الفضل تو مجموعہ انوار ہے
جس جگہ پہنچا اندھیرا دُور سارا ہو گیا
جس کا ہر اِک لفظ دلکش اور دلآویز ہے
"دیکھو میرے دوستو اخبار شائع ہو گیا"

حضرتِ احمد کے لے کر جگمگاتے اقتباس
شش جہت میں نُور پھیلانے کا تارا ہو گیا
مٹ گیا ہے خالق و مخلوق میں نقش دُوئی
"آج ہم دلبر کے اور دلبر ہمارا ہو گیا"

چلچلاتی دھوپ تھی ننگا بدن جلنے لگا
پیر ہن بھی مل گیا اور سر پہ سایہ ہو گیا
رات لمبی تھی مگر فضلِ خدا سے کٹ گئی
ظلمتیں جاتی رہیں ہر سُو اُجالا ہو گیا

تشنہ روحوں کو ملے گا شربتِ وصل و بقا
جو ہوا تھا بند پھر جاری وہ دھارا ہو گیا
رفتہ رفتہ زخم اکثر مندمل ہونے لگے
اب تو عاؔبد تیرے غم کا بھی مداوا ہو گیا

لئیق احمد عابد